روزنامہ

ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FD-10

الفضل

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

جمعرات 9 ستمبر 2010 ء 29 رمضان 1431 ہجری 9 تبوک 1389 ھش جلد 60-95 نمبر 189

روزہ دار کی مقبول دعا

حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے شعبان کے آخری دن خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

اے لوگو تم پر ایک بہت عظیم مہینہ سایہ فگن ہونے والا ہے- یہ مبارک مہینہ ہے- اس مہینہ میں وہ رات آتی ہے جو ہزار راتوں سے بہتر ہے

(مشکوٰۃ کتاب الصوم)

ارشادات عالیہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول

شہر رمضان .... (البقرہ: 186) ماہ رمضان ایسا مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے۔ درانحالیکہ تمام لوگوں کے لئے وہ بڑا ہدایت نامہ ہے اور روشن حجتیں ہیں۔ ہدایت اور حق و باطل میں تمیز کرنے والے دلائل ہیں۔ پس جو تم میں سے پاوے اس مہینہ کو تو اس کو چاہئے کہ اس میں روزے رکھے اور جو مریض یا مسافر ہو تو اور دنوں میں گن کر روزے رکھ لے۔ خدا تعالیٰ تمہارے لئے آسانی کا ارادہ کرتا ہے اور دشواری کو نہیں چاہتا اور تا کہ تم پوری کر لو گنتی قضا شدہ روزوں کی اور تا کہ بڑائی بیان کرو اللہ کی اس پر کہ تم کو ہدایت کی اور تا کہ تم شکر کرو۔

واضح ہو کہ یہ آیت دوسرے پارہ کے رکوع میں واقع ہے اور تتمہ ہے ان آیات کا جو اس سے پہلے فضیلت صیام میں بیان فرمائی گئی ہیں۔ کتب علیکم الصیام .... (البقرہ: 184-185) احادیث میں فضائل روزہ رکھنے کے بہت کثرت سے مکتوب ہیں جن کو محبّ صادق کسی قدر بدر میں شائع فرمارہے ہیں۔ لہٰذا میں اس وقت بحولہ وقوتہ تعالیٰ صرف قرآن مجید ہی سے کچھ فضائل صیام و ماہ رمضان کے بیان کروں گا۔ الا ماشاء اللہ۔ لیکن واسطے تفقہ ان آیات کے اولاً چند امور کا بیان کر دینا ضروری ہے امید کہ ان کو بتوجہ سنا جاوے گا۔

(1)۔ اس آیت سے پہلی آیات میں اگر صیام سے مراد الٰہی رمضان شریف ہی کے روزے لئے جاویں تو تشبیہ بلفظ کما بخوبی چسپاں نہیں ہوتی کیونکہ امم سابقہ پر رمضان شریف کے روزے فرض نہیں ہوئے تھے بلکہ مختلف ایام کے روزوں کا رکھنا بغیر کسی خاص تعین کے ثابت ہوتا ہے جیسا کہ قرآن مجید کے الفاظ ایاما معدودات بھی اس کی طرف ناظر ہیں۔ دیکھو کتاب خروج کا باب 34 اور کتاب دانیال کا باب دہم جس میں تین ہفتہ کے روزوں کا رکھنا حضرت دانیال کا ثابت ہوتا ہے اور کتاب سلاطین 8:19 چالیس دن کا روزہ رکھنا معلوم ہوتا ہے اور اعمال کے 9:2 سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائی بھی یہ روزے ایاما معدودات رکھا کرتے تھے۔ غرض کہ تعین ایک ماہ رمضان کا کتب بائیبل سے روزوں کے لئے نہیں پائی جاتی۔ ہاں صرف ایاما معدودات کے روزے بغیر تعین شہر رمضان کے معلوم ہوتے ہیں اور اگر یہاں پر صرف ایک ادنیٰ امر میں ایجاب میں ہی حرف کما تشبیہ کے لئے تسلیم کر لیا جاوے تو دوسرا امر یہ ہے کہ وعلی الذین............ سے رمضان کے روزے رکھنے اور نہ رکھنے میں اختیار ثابت ہوگا۔ ہاں البتہ صرف ایک فضیلت ہی روزہ رکھنے کی ثابت ہوسکتی ہے۔ کما قال تعالی و ان تصوموا خیر لکم۔ لیکن درصورتیکہ مراد کتب علیکم الصیام سے رمضان کے ہی روزے ہونویں تو یہ مخالف ہے آگے کی آیت کے، جو بصیغہ امر فلیصمہ وارد ہے اور نیز مخالف ہے ولتکملوا العدۃ کے، کیونکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کہ تم عدت صیام شہر رمضان کا اکمال کر لو، نہ یہ کہ صیام اور فدیہ کے درمیان تم کو اختیار رہا اور اگر یطیقونہ کے پہلے لا مقدر مانا جاوے جیسا کہ بعض مفسرین نے لکھا ہے تو اس طرح سے محذوفات کے ماننے میں مخالف کو بڑی گنجائش مل جاوے گی کہ جس آیت کو اپنے خیال کے مطابق نہ پایا اس کو اپنے خیال کے مطابق کوئی کلمہ محذوفات کا مان کر بنا لیا۔ ہاں البتہ اس امر کا انکار نہیں ہوسکتا کہ قرائن سے جملہ کلاموں میں اور نیز قرآن مجید میں اکثر محذوفات مان لئے جاتے ہیں اور اگر ہمزہ باب افعال کا سلب کے لئے کہا جاوے تو اطاق یطیق کا محاورہ بمعنی عدم طاقت کے عرب عرباء سے ثابت کرنا ضروری ہوگا۔ مختار الصحاح میں تو لکھا ہے۔ والطوق ایضا الطاقۃ و اطاق الشی اطاقۃ و ھو فی طوقہ ای فی وسعہ اور یہی محاورہ مشہورہ ہے۔ پس ہمزہ سلب کے لئے اس میں ماننا غیر مشہور ہے اور الفاظ قرآن مجید کے معانی حتی الوسع مشہور ہیں یعنی مناسب ہیں نہ غیر مشہور اور اگر یہ سب کچھ تسلیم بھی کر لیا جاوے تو ان تصوموا خیر لکم اس کے منافی ہے کیونکہ اس کا مفہوم صرف روزے رکھنے کی فضیلت ہے نہ لزوم روزوں کا۔ حالانکہ رمضان کے روزے فرض و لازم ہیں نہ غیر لازم یا اختیاری۔ جیسا کہ فلیصمہ اور ولتکملوا العدۃ سے ثابت ہوتا ہے اور اگر یطیقونہ کی ضمیر فدیہ کی طرف راجع کی جاوے تو بلا وجہ توجیہ کے اضمار قبل الذکر لازم آوے گا اور اگر پھر اضمار قبل الذکر بھی تسلیم کر لیا جاوے تو ضمیر مذکر کی لفظ فدیہ کی طرف جو مونث ہے راجع ہوگی پھر اس میں تاویل در تاویل یہ کرنی پڑے گی کہ مراد فدیہ سے چونکہ طعام ہے اس لئے ضمیر مذکر لائی گئی اور یہ سب امور تکلفات سے خالی نہیں ہیں۔ (خطبات نور صفحہ: 226)

سیلاب زدگان کے لئے

عطیات جمع کرانے کی درخواست

پاکستان میں شدید سیلاب کی وجہ سے بہت سی ایسی بستیاں بھی متاثر ہوئی ہیں جن میں احباب جماعت بھی آباد تھے۔ 250 سے زائد احمدی گھرانے متاثر ہوئے ہیں۔ تمام کچے گھر سیلاب کی وجہ سے گر کر ختم ہوگئے ہیں۔ احباب جماعت کو ان کی خوراک ، راشن اور رہائش کے حوالے سے مدد کی درخواست ہے۔ جو احباب اس کار خیر میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی مد **''انسانی ہمدردی''** میں زیادہ سے زیادہ عطیات جمع کروا کر ممنون فرمائیں۔

نیز احباب کرام سب سیلاب زدگان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

ایمبولینس سروس کیلئے نئے نمبرز

طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ کی ایمبولینس سروس کو بہتر کرنے کیلئے مندرجہ ذیل تین نمبروں کا اضافہ کیا جارہا ہے۔ **0323-6216011,0313-6216011**
0303-6216010

یہ نمبرز صرف ایمبولینس سروس کیلئے ہی مختص ہیں اور ان سے کسی ایکسٹینشن (Extension) پر کال ٹرانسفر نہ ہوسکے گی۔ اس لئے باقی سہولتوں کیلئے پرانے نمبروں پر ہی رابطہ کریں جو یہ ہیں۔

047-6216010,6216011,6216012

(ایڈمنسٹریٹر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ)

عید مبارک

ادارہ روزنامہ الفضل کی طرف سے تمام قارئین الفضل کو عید الفطر کے پُرمسرت موقع پر دلی **عید مبارک صد مبارک**۔

مشعلِ راہ

ماہ رمضان کا قبولیت دعا سے گہرا تعلق ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ 31/اکتوبر 2003ء میں فرماتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود اس کی (سورۃ البقرۃ آیت 186-187) تفسیر میں فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (۔) اگر میں نے کہا ہے کہ میں پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہوں تو اس سے یہ نہ سمجھ لینا کہ میں ہر ایک پکار کو سن لیتا ہوں۔ جس پکار کو میں سنتا ہوں اس کے لئے دو شرطیں ہیں۔ اول میں اس کی پکار سنتا ہوں جو میری بھی سنے۔ دوسرے میں اس کی پکار سنتا ہوں جسے مجھ پر یقین ہو، مجھ پر بدظنی نہ ہو۔ اگر دعا کرنے والے کو میری طاقتوں اور قوتوں کا یقین ہی نہیں تو میں اس کی پکار کو کیوں سنوں گا۔ پس قبولیت دعا کے لئے دو شرطیں ہیں۔ جس دعا میں یہ دو شرطیں پائی جائیں گی وہی قبول ہو گی اسی لئے یہاں اللہ تعالیٰ نے الداع فرمایا ہے جس کے معنے ہیں ایک خاص دعا کرنے والا۔ اور اس کے آگے شرائط بتا دیں جو الداع میں پائی جاتی ہیں اور وہ یہ ہیں کہ وہ میری سنے اور مجھ پر یقین رکھے۔ یعنی وہ دعا میرے مقرر کردہ اصولوں کے مطابق ہو، جائز ہو، ناجائز نہ ہو، اخلاق کے مطابق ہو، سنت کے مطابق ہو، اگر کوئی شخص ایسی دعائیں کرے گا تو میں بھی اس کی دعاؤں کو سنوں گا۔ لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ اے اللہ! میرا فلاں عزیز مر گیا ہے تو اسے زندہ کر دے تو یہ دعا قرآن کے خلاف ہے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیم کے خلاف ہے۔ جب اس نے قرآن کی ہی نہیں مانی، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں مانی تو خدا اس کی بات کیوں مان لے۔ پس (۔) میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ تمہیں چاہئے کہ تم میری باتیں مانو اور مجھ پر یقین رکھو۔ اگر تمہیں مجھ پر یقین نہیں ہے تو میں بھی تمہاری دعا کیسے سن سکتا ہوں؟ پس قبولیت دعا کے لئے دو شرطیں ہیں (فلیستجیبوالی) تم میری باتیں مانو۔..........اور مجھ پر یقین رکھو۔ جو لوگ ان شرائط کو پورا نہیں کرتے وہ دیندار نہیں۔ وہ میرے احکام پر نہیں چلتے اس لئے میں بھی یہ وعدہ نہیں کرتا کہ میں ان کی دعائیں سنوں گا۔ بے شک میں ان کی دعاؤں کو بھی سنتا ہوں مگر اس قانون کے ماتحت ان کی ہر دعا کو نہیں سنتا۔ لیکن جو شخص اس قانون پر چلتا ہے۔ اور پھر دعائیں بھی کرتا ہے میں اس کی ہر دعا کو سنتا ہوں۔

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 405-406)

پھر آپ نے فرمایا:

پس رمضان کے مہینہ کا دعاؤں کی قبولیت کے ساتھ نہایت گہرا تعلق ہے۔ یہی وہ مہینہ ہے جس میں دعا کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے قریبٌ کے الفاظ بیان فرمائے۔ اگر وہ قریب ہونے پر بھی نہ مل سکے تو اور کب مل سکے گا۔ جب بندہ اسے مضبوطی کے ساتھ پکڑ لیتا ہے اور اپنے عمل سے ثابت کر دیتا ہے کہ اب وہ خدا تعالیٰ کا در چھوڑ کر کہیں نہیں جائے گا تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے دروازے اس پر کھل جاتے ہیں اور (انی قریبٌ) کی آواز اس کے کانوں میں بھی آنے لگتی ہے جس کے معنے سوائے اس کے اور کیا ہو سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے اور جب کوئی بندہ اس مقام پر پہنچ جائے تو اسے سمجھ لینا چاہئے کہ اس نے خدا کو پا لیا۔

حدیث میں آتا ہے۔ حضرت عمر روایت کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان میں اللہ کا ذکر کرنے والا بخشا جاتا ہے اور اس ماہ اللہ سے مانگنے والا کبھی نامراد نہیں رہتا۔

پھر ایک حدیث ہے کہ روزہ دار کے لئے اس کی افطاری کے وقت کی دعا ایسی ہے جو رد نہیں کی جاتی۔ (ابن ماجہ)

(روزنامہ الفضل 19/ اکتوبر 2004ء)

گزارش

یاد رکھنا کہ یتیموں کو لگانا ہے گلے
عرض ہے عید کی چاہت کے طلبگاروں کو
اپنی اولاد کی خوشیوں میں مگن اہلِ وطن
بھول جانا نہ شہیدوں کے پریواروں کو

ان کے بغیر عید

جن کے بغیر سانس بھی لینا محال تھا
ان کے بغیر عید منائیں گے کس طرح
وہ مسکراتے لوگ گلے ہی نہیں ملے
ہم لوگ عید گاہ میں جائیں گے کس طرح

عبدالکریم قدسی

مکرم احسان علی سندھی صاحب

اجتماع مجلس اطفال الاحمدیہ خدا آباد بدین

محض خدا کے فضل سے جماعت خدا آباد ضلع بدین کو دو روزہ اجتماع اطفال الاحمدیہ مورخہ 29 اور 30 جولائی 2010ء کو منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ مورخہ 29 جولائی 2010ء کو نماز تہجد سے اس اجتماع کا آغاز ہوا فجر نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد درس دیا گیا۔

افتتاحی تقریب صبح ساڑھے آٹھ بجے منعقد ہوئی۔ مہمان خصوصی مکرم محمد ادریس گرگیز صاحب صدر جماعت خدا آباد تھے۔ تلاوت عہد اور نظم کے بعد مہمان خصوصی مکرم محمد ادریس گرگیز صاحب نے حاضرین و اطفال کو نصائح سے نوازا اور اجتماعی دعا کے ساتھ اجتماع کے افتتاح کا اعلان کیا۔

افتتاحی تقریب کے بعد باقاعدہ ورزشی مقابلہ جات کا آغاز ہوا۔ جن میں 100 میٹر دوڑ، لانگ جمپ، ثابت قدمی، کلائی پکڑنا اور تیراکی شامل تھے۔

ظہر کی نماز کے بعد کھانا کھانے اور بعد میں آرام کیلئے وقت مقرر تھا۔ عصر کی نماز کے بعد معلوماتی پروگرام کے طور پر بیت الذکر کے ہال میں خلفاء احمدیت کی تاریخ پر مبنی ویڈیو ریکارڈنگ دکھائی گئی۔ مغرب کے بعد تمام اطفال سے دعائیہ خطوط لکھوا کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ارسال کئے گئے۔ عشاء کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد یہ دن اپنے اختتام کو پہنچا۔ دوسرے دن نماز فجر کے بعد درس دیا گیا۔ ساڑھے آٹھ بجے علمی مقابلہ جات ہوئے۔ جن میں تلاوت، نظم، حفظ ادعیہ، حفظ احادیث دینی معلومات، تقریر اردو، تقریر فی البدیہہ، بیت بازی اور پیغام رسانی و کسوٹی شامل تھے۔ جمعہ کی نماز کے بعد اختتامی تقریب منعقد ہوئی۔ رپورٹ مقابلہ جات خاکسار نے پڑھ کر سنائی۔ رپورٹ پیش کرنے سے قبل جماعت احمدیہ خدا آباد کا تعارف پیش کیا گیا۔ بعد ازاں مکرم عتیق احمد صاحب قائد ضلع نے کامیاب ہونے والوں اطفال میں انعامات تقسیم کئے اور قیمتی نصائح سے نوازا۔ جس کے بعد اطفال کے ایک گروپ نے ترانہ اطفال پیش کیا۔ پھر مربی صاحب ضلع نے خطاب کیا۔ آخر میں مکرم محمد ادریس گرگیز صاحب صدر جماعت خدا آباد نے آئے ہوئے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد اجتماعی دعا ہوئی اور حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔ حاضرین دو دن علی الترتیب 150 اور 170 کی تعداد میں حاضر ہوتے رہے۔ آخر میں دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں مزید مقبول خدمت دین کرنے کی توفیق دے۔ آمین

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت : دار النصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

مکرم عبدالقدیر قمر صاحب

پاکیزہ و مطہر سیرت رسول ﷺ کے مقدس نقوش

''شمائل النبی ﷺ'' (از حضرت امام ترمذی)

حضرت سید ولد آدم فخر کائنات سرکار دو عالم ﷺ کی سیرت کا نہایت ہی دلکش، دلفریب اور دلچسپ مجموعہ ہے۔ اس میں رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے ہر پہلو کو خوبصورت انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ میرا یہ مضمون انہی پُرکشش اور دلنشین روایات و احادیث پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان اخلاق حسنہ اور اعمال صالحہ کے بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے اپنے ماموں حضرت ہندؓ بن ابی ہالہ سے نبی کریم ﷺ کا حلیہ مبارک پوچھا اور وہ نبی ﷺ کا حلیہ خوب بیان کرتے تھے اور میں چاہتا تھا کہ وہ میرے سامنے بھی ان (خدوخال) کا کچھ ذکر کریں جس سے میں چمٹ جاؤں تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ بارعب اور وجیہہ شکل وصورت کے تھے۔ آپؐ کا چہرہ مبارک یوں چمکتا جیسے چودھویں کا چاند۔ آپؐ میانہ قد سے کسی قدر دراز اور طویل القامت سے کسی قدر چھوٹے تھے۔ سر بڑا تھا، بال خمدار (یا کسی قدر لہردار) اگر مانگ سہولت سے نکل آتی تو نکال لیتے ورنہ نہ نکالتے۔ جب بال زیادہ ہوتے تو کانوں کی لو سے بڑھ جاتے۔ پھول سا رنگ، کشادہ پیشانی، ابرو لمبے باریک اور بھرے ہوئے، باہم ملے ہوئے نہ تھے ان کے درمیان ایک رگ تھی جو جلال میں نمایاں ہو جاتی۔ ناک ستواں جس پر نور جھلکتا تھا، سرسری دیکھنے والے کو اٹھی ہوئی نظر آتی تھی، ریش مبارک گھنی رخسار نرم، دہن کشادہ، دانت ریخدار آنکھوں کے کوئے باریک، آپؐ کی گردن خوبصورت اور لمبی صراحی دار جس پر سرخی جھلکتی تھی۔ صفائی میں چاندی کی مانند۔ اعضاء متوازن تھے۔ بدن کچھ بھاری مگر نہایت موزوں اور مضبوط، شکم و سینہ ہموار۔ چوڑے سینے والے۔ دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ تھا۔ جوڑ مضبوط اور بھرے ہوئے جسم چمکتا ہوا اور بالوں سے خالی، سینہ اور پیٹ بالوں سے صاف سوائے ایک باریک دھاری کے جو سینے سے ناف تک ایک خط کی طرح جاتی تھی۔ دونوں بازوؤں اور کندھوں اور سینے کے بالائی حصہ پر بال تھے۔ کلائیاں دراز، ہتھیلی چوڑی، ہاتھ اور پاؤں گوشت سے پُر اور نرم، انگلیاں دراز، تلوے قدرے گہرے، قدم نرم اور چکنے کہ پانی ان پر نہ ٹھہرے۔ جب چلتے تو قوت سے قدم اٹھاتے۔ قدرے آگے جھکتے ہوئے قدم اٹھاتے آپؐ فروتنی کے ساتھ چلتے۔ تیز رفتار تھے جب چلتے تو یوں لگتا جیسے بلندی سے اتر رہے ہوں جب کسی طرف رخ فرماتے تو پوری طرح فرماتے۔ نظر جھکائے رکھتے، اوپر آسمان کی طرف نظر کے بجائے آپؐ کی نظر زمین پر زیادہ پڑتی۔ آپؐ کی نظریں نیم وا ہوتیں اور آپؐ کی نظر (ایک لمحہ میں) ملاحظہ کر لیتی تھی۔ اپنے صحابہؓ (کا خیال رکھنے کے لئے ان) کے پیچھے چلتے۔ ہر ملنے والے کو سلام کرنے میں پہل کرتے۔

رسول اللہ ﷺ ہر قسم کا لباس پہن لیتے تھے۔ قمیص آپؐ کو زیادہ پسند تھی۔ آپ کے قمیص کی آستین کلائی اور ہاتھ کے جوڑ تک ہوتی تھی۔ بعض دفعہ قمیص کے بٹن کھلے ہوئے بھی ہوتے تھے۔ آپ سرخ دھاریوں والی عمدہ چادر بھی اوڑھ لیتے تھے۔ دھاری دار یمنی چادر بھی آپ کو پسند تھی۔ ایک دفعہ آپ نے سرخ لباس بھی زیب تن فرمایا۔ سبز چادر بھی لے لیتے۔ پرانا کپڑا پہننے سے بھی آپ کو عار نہ تھا۔ جب کوئی نیا لباس زیب تن فرماتے تو دعا کرتے ''اے اللہ! تو ہی تمام تعریف کا مستحق ہے کیونکہ تو نے مجھے یہ کپڑا پہنایا ہے، میں تجھ سے اس کی خیر چاہتا ہوں اور وہ خیر جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے اور میں تجھ سے اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور اس شر سے بھی جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے۔

آپ سر میں تیل لگاتے، کنگھی کرتے اور داڑھی سنوارتے تھے۔ سونے سے پہلے آنکھوں میں سرمہ لگایا کرتے اور فرماتے تمہارے سب سرموں میں بہتر اثمد ہے یہ نظر کو جلا بخشتا ہے اور بال اگاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ موزے بھی پہن لیتے تھے۔ دو فیتوں والا جوتا پہنتے جس کے تسمے دوہرے ہوتے تھے۔ پیوند لگے ہوئے جوتے بھی پہن لیتے۔ پہلے دائیں پاؤں میں جوتا پہنتے پھر بائیں پاؤں میں اور اتارتے ہوئے پہلے بائیں پاؤں سے اتارتے پھر دائیں سے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ ہر کام دائیں ہاتھ سے شروع کرنا پسند فرماتے۔ نبی ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی جس کا نگینہ حبشی تھا۔ آپ انگوٹھی اپنے دائیں ہاتھ میں پہنتے۔ انگوٹھی سے مہر لگانے کا کام بھی لیا جاتا تھا۔ جب حضورؐ عجم کے بادشاہوں کو خط لکھتے تو اس پر اپنی انگوٹھی سے مہر لگاتے۔ آپؐ بیت الخلاء جاتے وقت انگوٹھی اتار دیا کرتے تھے۔ آپؐ سونے کی انگوٹھی کو پسند نہیں فرماتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کی غذا انتہائی سادہ ہوتی تھی۔ آپؐ جو کی روٹی کھا لیتے اور کبھی نہ ملتی تو رات خالی پیٹ بھی گزار دیتے۔ آپؐ سرکہ کو بھی سالن کے طور پر استعمال فرما لیتے اور فرماتے کہ سرکہ کیا ہی اچھا سالن ہے۔ آپؐ پرندوں کا گوشت بھی کھا لیتے۔ مرغی کا بھی، بکرے اور دنبہ کا بھی۔ آپؐ نے پٹھ کے گوشت کو بہترین قرار دیا ہے۔ فرمایا بہترین گوشت پشت کا گوشت ہے دستی کا گوشت بھی آپ کو پسند تھا بلکہ ایک دفعہ تو ایسا ہوا۔ حضرت ابوعبیدہؓ کہتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کے لئے ہنڈیا پکائی۔ آپ کو دستی کا گوشت پسند تھا۔ میں نے آپ کی خدمت میں دستی پیش کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے اور دستی دو۔ میں نے اور پیش کی۔ آپ نے پھر فرمایا کہ مجھے دستی دو، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایک بکری کی کتنی دستیاں ہوتی ہیں! آپؐ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر تم خاموش رہتے تو جب تک میں دستی مانگتا رہتا تم مجھے دستی دیتے جاتے۔ سبزیوں میں کدو بھی آپ کو پسند تھا۔ حضرت انس بن مالک بتاتے ہیں ایک درزی نے رسول اللہ ﷺ کو کھانے کی دعوت دی۔ میں بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ اس نے رسولؐ اللہ کی خدمت میں جَو کی روٹی اور شوربا پیش کیا۔ جس میں کدو اور خشک گوشت کے ٹکڑے تھے۔ رسولؐ اللہ پیالے سے کدو چن چن کر تناول فرمانے لگے۔ اس دن سے میں بھی کدو پسند کرنے لگا۔ رسولؐ اللہ زیتون کا تیل بھی استعمال فرماتے اور فرماتے زیتون کا تیل کھاؤ اور اسے استعمال کرو کیونکہ یہ بابرکت درخت کا تیل ہے۔ آپؐ بھنا ہوا گوشت کھاتے۔ ایک دفعہ تو صحابہؓ کے ساتھ مسجد میں بھی کھایا۔ ثرید بھی تناول فرماتے۔ فرمایا کرتے عائشہؓ کو دوسری عورتوں پر وہی فضیلت ہے جو ثرید کو باقی کھانوں پر۔ پنیر، ستو، کھجور بھی کھا لیتے۔ بلکہ حضرت صفیہؓ کا ولیمہ ہی ستو اور کھجور سے کیا تھا۔ آپؐ چقندر بھی استعمال فرماتے۔ ایک دفعہ حضرت علیؓ سے فرمایا اے علی! اس میں سے کھاؤ یہ تمہارے لئے زیادہ مناسب ہے۔ تازہ کھانا ہی نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ پہلے سے بچا ہوا کھانا کھا لیتے تھے۔

کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھتے اور کھانا کھا کر یہ دعا کرتے۔ ''تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور فرمانبردار بنایا۔ فرماتے جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے اور کھاتے وقت بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو یہ کہے بسم اللہ اولہ وآخرہ۔ اللہ کے نام کے ساتھ، اس کے شروع میں اور آخر میں۔

رسولؐ اللہ ہر قسم کے ممکن الحصول پھل مثلاً تربوز، خربوزہ، کھجور وغیرہ بھی تناول فرماتے۔ جب کوئی شخص آپ کو پھل پیش کرتا تو آپؐ دعا کرتے اے اللہ! ہمارے پھلوں میں برکت عطا فرما اور ہمارے شہر میں برکت نازل کر اور ہمارے صاع اور مد میں بھی برکت ڈال۔ پھر آپؐ سب سے چھوٹا بچہ دیکھتے، اسے بلاتے اور یہ پھل اسے عطا فرما دیتے۔

رسولؐ اللہ کو ککڑیاں بھی پسند تھیں۔ حضرت ربیع بنت معوذؓ چھوٹی چھوٹی روئیں دار ککڑیاں ایک بڑی طشتری میں لے کر حاضر ہوئیں تو آپؐ نے انہیں مٹھی بھر زیور دیا۔ رسولؐ اللہ دودھ پیتے ہوئے یہ دعا کرتے اے اللہ! ہمارے لئے اس میں برکت دے اور ہمیں یہ اور زیادہ دے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا سب سے زیادہ پسندیدہ مشروب وہ تھا جو ٹھنڈا اور میٹھا ہو۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دودھ کے سوا اور کوئی چیز نہیں جو کھانے اور پینے کا بدل بن سکے۔ رسولؐ اللہ عام طور پر بیٹھ کر پانی پیتے تھے مگر کبھی کبھار کھڑے ہو کر بھی پی لیتے تھے۔ جیسے ایک دفعہ آپؐ نے آب زمزم کھڑے ہو کر پیا اسی طرح ایک دفعہ کھڑے ہو کر لٹکے ہوئے مشکیزہ کے منہ سے پانی پیا۔ آپؐ پانی پیتے ہوئے تین بار سانس لیا کرتے تھے اور فرمایا ایسا کرنا زیادہ خوشگوار اور پیاس بجھانے والا ہے۔

حضرت سعد بھی ابی وقاص بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کھڑے کھڑے پانی پی لیا کرتے تھے۔ رسولؐ اللہ کو خوشبو لگانا بہت پسند تھا۔ حضرت انس بن مالک کہتے ہیں آپؐ کے پاس عطر کی ایک ڈبیہ تھی جس سے آپ خوشبو لگایا کرتے تھے۔ آپ خوشبو کا تحفہ رد نہ فرماتے تھے بلکہ فرماتے تین چیزیں رد نہیں کی جاتیں۔ تکیہ، خوشبو اور دودھ۔ فرماتے مردوں کی خوشبو وہ ہے جس کی خوشبو زیادہ ہو اور رنگ ہلکا ہو اور عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ زیادہ ہو اور خوشبو ہلکی ہو۔

رسول اللہ ﷺ کی گفتگو کا انداز انتہائی دلکش تھا۔ آپ جلدی جلدی بات نہ کرتے۔ بلکہ ایسا کلام فرماتے جو واضح اور ہر لفظ الگ الگ ہوتا۔ بعض اوقات بات تین دفعہ دہراتے تاکہ آپ کی بات اچھی طرح سمجھی جاسکے۔ رسولؐ اللہ کی گفتگو کا انداز اس روایت سے واضح ہوتا ہے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ تمہاری طرح جلدی جلدی بات نہیں کرتے۔ بلکہ آپؐ ایسا کلام فرماتے جو واضح اور (ہر لفظ) الگ الگ ہوتا کہ آپؐ کے پاس بیٹھنے والا اسے یاد کر سکتا تھا۔

رسولؐ اللہ ہمیشہ تبسم ریز رہتے۔ چہرہ مبارک پر مسکراہٹ کھیلتی رہتی۔ حضرت عبداللہؓ بن حارث کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مسکرانے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اسے خوب جانتا ہوں جو سب سے آخر میں دوزخ سے نکلے گا وہ شخص دوزخ سے گھسٹتا ہوا نکلے گا اسے کہا جائے گا کہ جا اور جنت میں داخل ہو جا۔ فرمایا وہ جائے گا تاکہ جنت میں داخل ہو تو وہ دیکھے گا کہ لوگوں نے تمام جگہیں لے لی ہوئی ہیں۔ تو وہ لوٹ آئے گا اور کہے گا اے میرے رب! لوگوں نے تمام جگہیں لے لی ہیں۔ پھر اسے کہا جائے گا کہ تجھے وہ زمانہ یاد ہے جس میں تو تھا؟ وہ کہے گا ہاں۔ پھر اسے کہا جائے گا خواہش کر۔ تو وہ خواہش کرے گا پھر اسے کہا جائے گا جو تو نے خواہش کی وہ تجھے دی جاتی ہے اور اس کے علاوہ دنیا سے دس گنا دیا جاتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اس پر وہ کہے گا کیا تو مجھ سے مذاق کرتا ہے اور تُو تو بادشاہ ہے۔ راوی کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ آپؐ ہنسنے لگے یہاں تک کہ آپؐ کی داڑھیں نظر آنے لگیں (مراد یہ ہے کہ خوب کھل کر ہنسے)۔

رسولؐ اللہ نہایت عمدہ مزاح فرماتے مگر آپ کا مزاح سچ کے سوا کچھ نہ ہوتا۔ کبھی حضرت اسامہؓ کو دو کانوں والے کہہ کر مزاح فرماتے تو کبھی ابوعمیر کو کہتے تیرے نغیر نے تیرے ساتھ کیا کیا۔ حضرت انس بن

مالکؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ہم سے خوب گھل مل جایا کرتے تھے حتیٰ کہ آپؐ میرے چھوٹے بھائی کو بھی فرماتے۔ اے ابوعمیر! تیرے نغیر (سرخ چڑیا) نے کیا کیا؟ ابوعیسیٰ (امام ترمذی) کہتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ مزاح بھی فرمایا کرتے تھے اور یہ بھی کہ آپؐ نے ایک چھوٹے بچے کی کنیت رکھی اور اسے کہا اے ابوعمیر! اور اس سے یہ بات بھی نکلتی ہے بچے کو پرندہ دینے میں کوئی حرج نہیں جس سے وہ کھیلے۔ ابوعمیر نے ایک پرندہ نغیر پال رکھا تھا وہ مرگیا وہ اداس بیٹھا تھا۔ اس پر نبی ﷺ نے اس سے مزاح کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ اے ابوعمیر! نغیر نے کیا کیا!

رسولؐ اللہ شاعر تو نہیں تھے مگر بعض دفعہ بے اختیار آپ کی زبان مبارک پر اشعار جاری ہو جاتے۔ حضرت جندب بن سفیان بجلیؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک پتھر رسول اللہ ﷺ کی انگلی پر لگا جس سے وہ زخمی ہوگئی آپ ﷺ نے فرمایا:

هل انت الا اصبع دميت
وفي سبيل الله مالقيت

تُو تو محض ایک انگلی ہے تجھ سے خون بہہ رہا ہے
جو تجھے تکلیف پہنچی ہے وہ اللہ کے رستے میں ہے

اسی طرح حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک شخص نے ان سے کہا اے ابوعمارہ! (یہ ان کی کنیت تھی) کیا تم رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر (جنگ حنین کے دن) بھاگ گئے تھے؟ انہوں نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ ہرگز پیچھے نہیں ہٹے بلکہ جلد باز لوگ جبکہ ان پر ہوازن نے تیر برسائے واپس پلٹ گئے اور رسول اللہ ﷺ اپنی خچر پر سوار تھے اور ابوسفیان بن حارثؓ بن عبدالمطلب اس خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھے اور رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے۔ انا النبی لا کذب انا ابن عبدالمطلب میں نبی ہوں یہ ہرگز جھوٹ نہیں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ دوسروں سے اچھے شعراء کے شاعرانہ کلام کو سننا بھی پسند فرماتے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ عمرۃ القضاء کے موقعہ پر نبی کریم ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو آپؐ کے آگے ابن رواحہؓ چل رہے تھے اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

''اے کفار کے بیٹو! آپؐ کا رستہ چھوڑ دو ورنہ آج ہم تمہیں خدا کے کلام کے اترنے کی بناء پر ایسی مار ماریں گے جو کھوپڑی کو اس کی جگہ سے جدا کردے گی اور ایک دوست کو اس کا دوست بھلا دے گی''۔

اس پر حضرت عمرؓ نے انہیں کہا: اے ابن رواحہ! رسول اللہ ﷺ کے سامنے اور اللہ کے حرم میں تم شعر کہہ رہے ہو؟ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عمر! اسے چھوڑ دو کیونکہ یہ ان پر تیر پھینکنے سے زیادہ تیز اثر کرتے ہیں۔

عمرو بن شرید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھا تو آپؐ نے فرمایا کیا امیہ بن صلت کے شعروں میں سے تمہیں کچھ یاد ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا سناؤ میں نے ایک شعر سنایا۔ آپؐ نے فرمایا اور سناؤ۔ پھر فرمایا اور سناؤ یہاں تک کہ میں نے آپؐ کو امیہ بن ابی الصلت کے ایک سو شعر سنائے۔ میں جب بھی کوئی شعر سناتا نبی کریم ﷺ مجھے فرماتے اور سناؤ یہاں تک کہ میں نے سو شعر سنائے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا قریب تھا کہ وہ اسلام لے آتا۔

رسولؐ اللہ اپنے اشعار سے اسلام کا دفاع کرنے والوں کو اپنی دعاؤں سے نوازتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ حسان بن ثابتؓ کے لئے مسجد میں منبر رکھواتے جس پر وہ کھڑے ہو کر اللہ کے رسول ﷺ کی عظمت کا بیان کرتے یا یہ کہا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی مدافعت میں شعر کہتے اور رسول اللہ ﷺ فرماتے۔ اللہ تعالیٰ روح القدس کے ساتھ حسان کی تائید فرماتا ہے اس میں جو وہ اللہ کے رسول ﷺ کی اشعار کے ذریعہ مدافعت کرتا ہے یا آپؐ کی عظمت بیان کرتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ جب سونے کے لئے بستر پر آتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں رخسار کے نیچے رکھ لیتے اور یہ دعا کرتے اے میرے رب مجھے اس دن اپنے عذاب سے بچانا جب تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا اور یہ دعا بھی کرتے اے میرے اللہ! تیرے نام کے ساتھ میں مرتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں اور جب بیدار ہوتے تو فرماتے تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف ہمارا لوٹ کر جانا ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہر رات رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر لیٹتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا لیتے۔ ان میں پھونک مارتے اور قل ھو اللّٰہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھتے اور جس قدر ممکن ہوتا اپنے جسم پر دونوں ہاتھ پھیرتے اور اپنے سر سے شروع کرتے اور بدن کے اگلے حصے پر پھیرتے آپؐ تین بار ایسا کرتے۔

رسول اللہ ﷺ کا بستر جس پر آپ سوتے تھے چمڑے کا تھا اس میں کچھ کھجور کے ریشے بھرے ہوئے تھے۔ ایک دفعہ حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ آپ کے گھر میں رسول اللہ ﷺ کا بستر کیسا ہوتا تھا۔ آپؓ نے فرمایا وہ چمڑے کا تھا جس میں کھجور کے ریشے بھرے تھے۔ حضرت حفصہؓ سے پوچھا گیا کہ آپؓ کے گھر میں رسول اللہ ﷺ کا بستر کیسا ہوتا تھا؟ انہوں نے فرمایا وہ پشم کا تھا میں اس کی دو تہیں لگا دیتی۔ رسول اللہ ﷺ اس پر سوتے تھے۔ ایک رات میں نے سوچا کیوں نہ اس کی چار تہیں لگا دوں تو وہ آپؐ کے لئے زیادہ آرام دہ ہو جائے گا۔ چنانچہ ہم نے اس کی چار تہیں لگا دیں۔ جب صبح ہوئی تو آپؐ نے فرمایا تم نے رات میرے لئے کیا بچھایا تھا؟ حضرت حفصہؓ کہتی ہیں میں نے عرض کی وہ آپؐ کا ہی بستر تھا۔ صرف ہم نے اس کی چار تہیں لگا دی تھیں تاکہ وہ آپؐ کے لئے زیادہ آرام دہ ہو جائے۔ آپؐ نے فرمایا اسے پہلے جیسا ہی رہنے دو کیونکہ اس کی نرمی میرے لئے رات نماز میں روک بن رہی تھی۔

آپ انتہائی متواضع اور منکسر المزاج انسان تھے۔ حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیمار کی عیادت فرماتے، جنازوں میں شامل ہوتے، گدھے پر سواری کرلیا کرتے، غلام کی دعوت قبول فرماتے اور بنوقریظہ سے مقابلہ کے دن آپؐ ایک گدھے پر سوار تھے۔ جس کی لگام کھجور کی چھال کی اور پالان بھی کھجور کی چھال کا تھا۔

حضرت امام حسینؓ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد سے رسول اللہ ﷺ کے گھر میں داخل ہونے کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ اپنے گھر تشریف لاتے تو گھر کے اوقات کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے۔ ایک حصہ اللہ جلشانہ کے لئے وقف فرماتے ایک حصہ اپنے اہل کے لئے اور ایک حصہ خود اپنے لئے۔ پھر اپنے حصہ کو بھی اپنے اور لوگوں کے درمیان بانٹ لیتے اور اس میں خاص صحابہؓ کے ذریعہ عام لوگوں تک (دین کی باتیں) پہنچاتے اور ان سے کوئی بات بچا نہ رکھتے اور آپؐ کی سیرت میں امت کے حصہ کی تقسیم کا طریق کار یہ تھا کہ ملاقات کے لئے اجازت دینے میں امت کے اہل فضل لوگوں کو ترجیح دیتے اور دین میں فضیلت کے لحاظ سے ان کی تقسیم ہوتی تھی۔ ان میں سے بعض کو ایک حاجت ہوتی بعض کو دو اور بعض کو کئی حاجتیں ہوتیں۔ آپؐ ان کی حاجت روائی میں ان کے ساتھ مصروف رہتے اور ان کے سوالات پر انہیں ایسے کاموں میں مصروف کرتے جو ان کی اور امت کی اصلاح کریں اور ایسی باتوں سے آگاہ کرتے جو ان کے لئے مفید ہوتیں اور فرماتے جو تم میں سے حاضر ہیں وہ غیر حاضروں تک یہ باتیں پہنچائیں اور مجھ تک اس شخص کی حاجت پہنچاؤ جو اپنی حاجت پہنچا نہیں سکتا کیونکہ جو کسی ایسے شخص کی حاجت حاکم تک پہنچائے جسے وہ خود پہنچانے کی استطاعت نہیں رکھتا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے ثبات قدم بخشے گا۔ آپؐ کے پاس ایسی ہی باتوں کا تذکرہ ہوتا اور ان کے سوا کسی سے کوئی (بات) قبول نہ فرماتے۔ لوگ آپؐ کے پاس طالب بن کر آتے اور بغیر کچھ حاصل کئے واپس نہ جاتے اور خیر کی طرف ہدایت کرنے والے بن کر نکلتے۔ وہ (حضرت امام حسینؓ) کہتے ہیں پھر میں نے (اپنے والد سے) آنحضرت ﷺ کے گھر سے باہر نکلنے کے بارے میں پوچھا کہ اس دوران کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ بامقصد بات کے سوا کلام نہ فرماتے۔ آپؐ صحابہ کی تالیف قلب فرماتے، انہیں متنفر نہ کرتے۔ ہر قوم کے معزز فرد کی عزت کرتے اور اسے ان پر والی بنا دیتے۔ لوگوں کو ہوشیار کرتے اور ان سے محتاط رہتے بغیر اس کے ان سے آپؐ کی خندہ پیشانی اور خوش خلقی میں کوئی فرق آئے۔ آپؐ اپنے صحابہؓ پر نظر رکھتے اور لوگوں سے لوگوں کے احوال دریافت فرماتے۔ اچھی بات کی تعریف کرتے اور اسے تقویت دیتے اور بری بات کی برائی بیان کرتے اور اس کا زور توڑتے۔ آپؐ ہر امر میں میانہ رو تھے۔ تضاد سے پاک تھے۔ آپؐ غافل نہ ہوتے مبادا لوگ غافل ہو جائیں یا تھک جائیں۔ آپؐ ہر قسم کی صورتحال کے لئے تیار رہتے۔ آپؐ حق سے پیچھے رہتے نہ اس سے آگے بڑھتے۔ لوگوں میں سے آپؐ کے قریب وہ ہوتے جو سب سے بہترین ہوتے۔ آپؐ کے نزدیک سب سے افضل وہ ہوتا جو سب سے زیادہ خیر خواہی میں بڑھا ہوا ہوتا اور آپؐ کے نزدیک درجہ میں سب سے بڑا وہ ہوتا جو ہمدردی اور معاونت میں دوسروں سے سب سے اچھا ہوتا اور (حضرت امام حسینؓ) کہتے ہیں پھر میں نے آنحضرت ﷺ کی مجلس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا آپؐ اٹھتے وقت بھی ذکر الٰہی کرتے اور بیٹھتے وقت بھی ذکر الٰہی کرتے اور جب کسی قوم کے پاس جاتے تو جہاں مجلس ختم ہوتی وہیں تشریف رکھتے اور یہی ارشاد فرماتے۔ آپؐ ہر ہم نشین کو اس کا حق دیتے کوئی یہ گمان نہ کرتا کہ کوئی دوسرا اس سے زیادہ معزز ہے۔ جو آپؐ کے پاس بیٹھتا اور آپؐ کے پاس اپنی کوئی ضرورت بیان کرتا تو آپؐ اس کے ساتھ رہتے اور اس کی ضرورت پوری کرنے کی کوشش فرماتے اور جو آپؐ سے اپنی حاجت طلب کرتا آپؐ اسے بغیر دیئے یا نرمی سے بات کے بغیر واپس نہ کرتے۔ آپؐ کی خندہ پیشانی، سخاوت اور حسن خلق سب کے لئے تھی آپؐ ان کے لئے باپ ہوگئے تھے۔ حقوق کے لحاظ سے آپؐ کے نزدیک سب برابر تھے۔ آپؐ کی مجلس علم اور حیاء اور صبر اور امانت کی مجلس ہوتی۔ نہ اس میں آوازیں بلند ہوتیں نہ قابل احترام چیزوں کی بے حرمتی ہوتی نہ کسی کی کمزوریوں کو بیان کیا جاتا۔ سب آپس میں برابر ہوتے اور تقویٰ کے سبب وہ ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے۔ ایک دوسرے سے انکساری سے پیش آتے۔ بڑے کی عزت کرتے اور چھوٹے پر رحم کرتے اور ضرورت مند کو ترجیح دیتے اور اجنبی کا خیال رکھتے۔

حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں کیا کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ بھی دوسروں کی طرح ایک بشر تھے آپؐ اپنا کپڑا خود صاف کر لیتے اور اپنی بکری کا دودھ دھو لیتے اور اپنے کام خود ہی کر لیتے۔

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے رسول اللہ ﷺ کے اپنے ہم نشینوں سے طرز عمل کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ ہمیشہ خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ آپؐ خوش خلق اور نرم مزاج تھے۔ نہ تند خو اور نہ سخت دل تھے۔ نہ شور کرنے والے تھے نہ ہی بدگوئی کرنے والے نہ ہی عیب لگانے والے تھے اور نہ ہی بخیل و حریص تھے۔ جس چیز کی آپؐ کو رغبت ہوتی اس سے بھی تغافل فرماتے مگر (دوسروں کو) اس سے مایوس نہ کرتے اور نہ ہی اس کو اس سے محروم رکھتے۔ تین باتوں سے اپنے آپؐ کو بچا کر رکھتے۔ لڑائی جھگڑے سے اور تکبر سے اور جن باتوں سے آپؐ کا تعلق نہ ہوتا

اور تین باتوں سے لوگوں کو بچا رکھا تھا یعنی آپؐ کسی کی مذمت نہ فرماتے نہ ہی اس کے عیب نکالتے نہ اس کی پوشیدہ کمزوریوں کو تلاش کرتے آپؐ ایسی گفتگو فرماتے جس میں ثواب کی امید ہو۔ جب آپؐ گفتگو فرماتے تو حاضرین مجلس یوں خاموش ہو کر نگاہیں جھکا لیتے کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔ جب آپؐ خاموش ہوتے تو وہ گفتگو کرتے۔ آپؐ کے پاس وہ کسی بات پر آپس میں تکرار نہ کرتے اور جو کوئی بھی آپؐ کے سامنے بات کرتا تو باقی سب خاموش ہو جاتے یہاں تک کہ وہ اپنی بات مکمل کر لیتا۔ آپؐ کی مجلس میں ہر ایک کی گفتگو اس طرح ہوتی جیسے پہلے شخص کی گفتگو ہو (یعنی ہر شخص کو بات کرنے کا پورا موقعہ ملتا) آپؐ ان باتوں پر خوشی کا اظہر فرماتے جن پر صحابہؓ خوش ہوتے اور آپؐ پسند فرماتے جن کو وہ پسند فرماتے۔ آپؐ اجنبی شخص کی گفتگو اور سوال میں تلخی پر صبر فرماتے یہاں تک کہ آپؐ کے صحابہؓ ایسے لوگوں کے آنے کی تمنا کرتے تھے۔ آپؐ فرمایا کرتے کہ جب تم کسی حاجت مند کو دیکھو کہ وہ سوال کر رہا ہے تو اس کی مدد کرو۔ آپؐ تعریف قبول نہ فرماتے سوائے اس کے جو (تعریف میں) مبالغہ آرائی نہ کرنے والا ہو اور آپؐ کسی کی بات نہ کاٹتے جب تک کہ وہ حد سے تجاوز نہ کرے تب منع کر کے اس بات سے روک دیتے یا اٹھ کھڑے ہوتے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نہ بد خلق تھے نہ بدگو، نہ بازاروں میں شور کرنے والے تھے نہ بدی کا بدلہ بدی سے دیتے بلکہ آپؐ معاف فرما دیتے تھے اور درگزر فرماتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ دوست واحباب کا خاص خیال رکھنے والے، ان کی ضروریات پوری کرنے والے، ان کے دکھ سکھ میں شریک ہونے والے تھے۔ ساتھیوں کی قربانیوں سے بڑھ کر قربانی دینے والے تھے۔

حضرت ابوطلحہؓ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بھوک کی شکایت کی اور ہم نے اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھا کر پتھر (بندھا ہوا) دکھایا اس پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے بطن مبارک سے کپڑا اٹھا کر دو پتھر (بندھے ہوئے) دکھائے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم ﷺ ایک ایسی گھڑی میں باہر نکلے جس میں آپؐ (عموماً) نہیں نکلا کرتے تھے اور نہ ہی اس میں کوئی آپؐ سے ملنے آتا، پھر حضرت ابوبکرؓ آپؐ کے پاس آن پہنچے۔ آپؐ نے فرمایا اے ابوبکرؓ! کیسے آنا ہوا؟ انہوں نے عرض کی میں نکلا ہوں تا کہ رسول اللہ ﷺ سے ملوں، آپؐ کے چہرے کا دیدار کروں اور آپؐ کو سلام کروں۔ کچھ دیر بعد حضرت عمرؓ آ گئے۔ آپؐ نے فرمایا اے عمرؓ! کیسے آنا ہوا؟ انہوں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! بھوک لے آئی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں بھی کچھ ایسا ہی پا رہا ہوں۔ پھر وہ (تینوں) حضرت ابوہیثم بن تیہان انصاریؓ کے گھر گئے۔ جن کے بکثرت کھجور کے درخت اور بکریاں تھیں ان کے پاس کوئی خادم نہ تھا مگر ان کو (گھر میں) نہ پایا۔ اس پر انہوں نے ان کی بیوی سے پوچھا کہ تمہارا خاوند کہاں ہے؟ اس نے عرض کی وہ میٹھا پانی لینے کے لئے گئے ہیں۔ ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ ابوہیثمؓ ایک بھرا ہوا مشکیزہ بمشکل اٹھائے ہوئے آئے۔ انہوں نے اسے نیچے رکھا اور نبی کریم ﷺ سے چمٹ گئے اور عرض کرنے لگے کہ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں۔ پھر وہ انہیں ساتھ لے کر اپنے باغ کی طرف چل پڑے۔ (وہاں) ان کے لئے فرش بچھایا اور کھجور کے ایک درخت کی طرف گئے اور کھجور کا خوشہ لائے اور پیش کیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم چن کر صرف پکی ہوئی تازہ کھجوریں کیوں نہیں لائے؟ انہوں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! میں نے چاہا کہ آپؐ پکی ہوئی اور گدری کھجوروں میں سے جو چاہیں لے لیں۔ پس آپؐ نے کھجوریں تناول فرمائیں اور اس پانی میں سے کچھ نوش فرمایا۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھوں میں میری جان ہے یہ ان نعمتوں میں سے ہے جن کے بارے میں قیامت کے دن تم سے پوچھا جائے گا۔ ٹھنڈا سایہ، تازہ پکی ہوئی عمدہ کھجور اور ٹھنڈا پانی۔ پھر ابوہیثمؓ ان کے لئے کھانا تیار کرنے کے لئے جانے لگے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہمارے لئے دودھ دینے والا جانور ذبح نہ کرنا تو انہوں نے بکری کا بچہ ذبح کیا اور پھر وہ (پکا کر) انہیں پیش کیا۔ انہوں نے کھانا تناول فرمایا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے پاس کوئی خادم ہے؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں۔ فرمایا جب ہمارے پاس قیدی آئیں تو ہمارے پاس آنا۔ جب نبی ﷺ کے پاس دو غلام لائے گئے۔ ان کے ساتھ تیسرا نہ تھا۔ ابوہیثمؓ حاضر ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ان دونوں میں سے ایک چن لو۔ انہوں نے عرض کی اے اللہ کے نبی! آپؐ میرے لئے پسند فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہوتا ہے، یہ لے لو کیونکہ اسے میں نے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس کے ساتھ نیک سلوک کرنا۔ ابوہیثمؓ اپنی بیوی کے پاس گئے اور رسول اللہ ﷺ کی ساری بات بیان کی۔ ان کی بیوی نے کہا جو نبی کریم ﷺ نے اس کے متعلق فرمایا ہے تم پوری طرح اس کا حق ادا نہیں کر سکو گے سوائے اس کے کہ تم اسے آزاد کر دو۔ انہوں نے کہا پس وہ آزاد ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی یا خلیفہ نہیں بھیجا مگر اس کے دو رازدان ہوتے ہیں ایک رازدان اسے نیکی کا مشورہ دیتا ہے اور اسے برائی سے روکتا ہے اور دوسرا رازدان اسے ناکام کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کرتا اور جو بُرے رازدان سے بچایا گیا وہی محفوظ رہا۔

رسول اللہ ﷺ کی حسین عبادت کا بھی نظارہ کیجئے۔ حضرت ابو ہریرہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ نماز پڑھتے یہاں تک کہ آپ کے پاؤں مبارک متورم ہو جاتے۔ حضرت عائشہؓ سے رسول اللہ کی نماز تہجد کا ذکر کیا گیا تو آپؓ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ رات کے پہلے حصہ میں سو جاتے پھر کھڑے ہو جاتے جب سحری کا وقت ہوتا تو وتر ادا کرتے، پھر اپنے بستر پر تشریف لے آتے۔ اگر آپؐ کو حاجت ہوتی تو اپنی بیوی کے پاس جاتے۔ پھر جب اذان کی آواز سنتے تو فوراً کھڑے ہو جاتے۔ اگر آپؐ جنبی ہوتے تو اپنے اوپر پانی ڈالتے (یعنی غسل فرماتے) ورنہ وضو فرماتے اور نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔

رمضان میں عبادت کے نظارے کچھ اور نکھر جاتے تھے۔ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ رمضان میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کیسی ہوتی تھی؟ انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ رمضان میں اور رمضان کے علاوہ کبھی گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ آپؐ چار رکعتیں پڑھتے۔ یہ نہ پوچھو کہ وہ کتنی حسین اور طویل ہوتی تھیں پھر آپؐ چار رکعتیں پڑھتے ان کی خوبصورتی اور طوالت کے بارے میں نہ پوچھو۔ پھر آپؐ تین رکعت ادا کرتے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! آپؐ وتر ادا کرنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا اے عائشہؓ! میری آنکھیں تو سوتی ہیں مگر میرا دل نہیں سوتا۔

حضرت حذیفہ نبی اکرمؐ کی نماز کی کیفیت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رات کی نماز ادا کی۔ وہ کہتے ہیں جب آپؐ نے نماز شروع کی تو فرمایا اللہ سب سے بڑا ہے، وہ بڑی بادشاہت والا، بڑے غلبہ والا، بڑائی اور عظمت والا ہے۔ پھر آپؐ نے سورۃ بقرہ کی تلاوت فرمائی اور رکوع کیا۔ آپؐ کا رکوع آپؐ کے قیام کے قریباً برابر تھا جس میں آپؐ کہتے پاک ہے میرا رب جو عظیم ہے۔ پاک ہے میرا رب جو عظیم ہے پھر آپؐ نے سر مبارک اٹھایا اور آپؐ کا قیام تقریباً آپؐ کے رکوع جیسا ہی تھا۔ جس میں آپؐ کہتے سبحان ربی العظیم سبحان ربی العظیم پھر آپؐ نے سجدہ کیا۔ آپؐ کا سجدہ آپؐ کے قیام کے برابر ہی تھا۔ اس میں آپؐ کہتے پاک ہے میرا رب جو بڑی شان والا ہے پھر آپؐ نے سر اٹھایا اور دو سجدوں کے درمیان آپؐ کا بیٹھنا سجدے جیسا ہی تھا۔ آپؐ یہ دعا کرتے اے میرے رب! مجھے بخش دے۔ اے میرے رب! مجھے بخش دے۔ اس طرح آپؐ (ان رکعات میں) سورۃ بقرہ، آل عمران، النساء، المائدہ یا الانعام کی تلاوت فرمائی۔ راوی کو شک ہے کہ سورۃ المائدہ تھی یا سورۃ الانعام۔

حضرت عوف بن مالک رسول اللہ کی ایک رات کی عبادت کا ذکر اس طرح سے کرتے ہیں۔ ایک رات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپؐ نے مسواک کی پھر وضو کیا اور نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ میں بھی آپؐ کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ آپؐ نے نماز شروع کی اور سورۃ بقرہ کی تلاوت کرنے لگے۔ آپؐ جب کسی رحمت والی آیت پر سے گزرتے وہاں رک جاتے اور اس (رحمت) کے طالب ہوتے اور جب عذاب کی آیت پر سے گزرتے وہاں رک جاتے اور (اس سے) پناہ مانگتے۔ پھر آپؐ نے رکوع کیا اور رکوع میں رہے جتنا قیام میں رہے تھے۔ آپؐ رکوع میں کہتے پاک ہے اللہ جو بڑے غلبے والا اور بڑی حکومت والا اور کبریائی والا اور عظمت والا ہے۔ پھر آپؐ نے رکوع کے برابر سجدہ کیا اور اپنے سجدوں میں کہا پاک ہے اللہ جو بڑے غلبے والا اور بڑی حکومت والا اور کبریائی والا اور عظمت والا ہے۔ پھر آپؐ نے آل عمران کی تلاوت فرمائی پھر (ہر رکعت میں) ایک ایک سورت اسی طرح تلاوت فرماتے رہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ کو لحن داؤدی سے نوازا تھا۔ بلکہ بقول شاعر ؎

حسن یوسف، دم عیسیٰ ید بیضاء داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

آپ کی قراءت نہایت واضح ہوتی۔ ایک ایک حرف الگ الگ کر کے ادا کرتے۔ قتادہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا مگر وہ خوش شکل اور خوبصورت آواز والا تھا اور تمہارے نبی ﷺ بھی حسین چہرے والے اور خوبصورت آواز والے ہیں۔

دوسروں سے قرآن کریم سننا بھی آپ کو بہت پسند تھا حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ مجھے (قرآن پڑھ کر) سناؤ میں نے کہا یا رسولؐ اللہ! کیا میں آپ ﷺ کو سناؤں حالانکہ آپؐ پر یہ نازل ہوا ہے؟ آپؐ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ کسی دوسرے سے یہ سنوں پس میں نے سورۃ النساء پڑھ کر سنائی یہاں تک کہ جب میں آیت وجئنا بك علیٰ ھؤلاء شھیدا پر پہنچا۔ (ترجمہ پس کیا حال ہوگا جب ہم ہر ایک امت میں سے ایک گواہ لے کر آئیں گے اور ہم تجھے ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے) تو راوی کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے 63 سال کی عمر میں وفات پائی۔ جب آپ مرض الموت میں مبتلا تھے تو آپؐ نے پوچھا کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کی جی یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا: بلال سے کہو کہ وہ اذان دے اور ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ پھر آپؐ پر غشی طاری ہو گئی۔ پھر افاقہ ہوا تو آپؐ نے فرمایا کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کی جی ہاں! آپؐ نے فرمایا بلال سے کہو کہ وہ اذان دے اور ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کی میرے والد نرم دل ہیں۔ جب وہ آپؐ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو آپؐ پر رقت طاری ہو جائے گی اور وہ نماز نہ پڑھا سکیں گے۔ اس لئے آپؐ کسی اور کو ارشاد فرمائیں۔ راوی کہتے ہیں پھر آپؐ پر غشی طاری ہو گئی۔ پھر افاقہ ہوا تو آپؐ نے فرمایا بلال سے کہو کہ وہ اذان دے اور ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ یقیناً تم تو یوسف والی ہو۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر بلالؓ سے کہا گیا انہوں نے اذان دی اور حضرت ابوبکرؓ سے کہا گیا تو انہوں نے نماز پڑھائی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے بیماری میں کچھ افاقہ محسوس کیا تو آپؐ نے فرمایا دیکھو کوئی ہے جس کا میں سہارا لوں (اور مسجد میں

جاؤں) اس پر حضرت بریرہؓ اور ایک اور شخص آیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان پر سہارا لیا اور (مسجد میں تشریف لائے) جب حضرت ابوبکرؓ نے آپ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنے لگے۔ آپ نے اشارہ سے فرمایا کہ اپنی جگہ ٹھہریں یہاں تک کہ حضرت ابوبکرؓ نے نماز مکمل کی۔ پھر رسول اللہ ﷺ (کا اسی مرض الموت میں) وصال ہوگیا تو حضرت عمرؓ کہنے لگے اللہ کی قسم جس کو میں نے یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہوگئے ہیں تو میں اسے اپنی تلوار سے قتل کردوں گا۔ راوی کہتے ہیں کہ لوگ تو ان پڑھ تھے ان میں رسول اللہ ﷺ سے پہلے کوئی نبی نہ آیا تھا اس لئے وہ رک گئے۔ بعض صحابہؓ نے کہا اے سالم! رسول اللہ ﷺ کے ساتھی کی طرف جاؤ اور انہیں بلا لاؤ۔ چنانچہ میں حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا وہ مسجد میں تھے۔ میں روتا ہوا اور گھبرایا ہوا ان کے پاس پہنچا۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو کہا کیا رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوگیا ہے؟ میں نے کہا عمرؓ کہہ رہے ہیں کہ جس کسی سے بھی میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوگیا ہے تو میں اسے اپنی اس تلوار سے قتل کر دوں گا۔ انہوں نے مجھے کہا چلو میں ان کے ساتھ چل پڑا۔ جب ابوبکرؓ آئے تو لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس اکٹھے ہو چکے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا اے لوگو! مجھے رستہ دو تو لوگوں نے انہیں رستہ دے دیا۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے اور آپ پر جھک گئے، اپنے بازو کے بل اور آپ کو مس کیا اور کہا انک میت وانھم میتون (الزمر:31) یقیناً آپ بھی فوت ہونے والے ہیں اور وہ (سب لوگ) بھی فوت ہونے والے ہیں۔ پھر صحابہؓ نے کہا اے رسول اللہ ﷺ کے ساتھی! کیا رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوگیا ہے؟ آپ نے کہا ہاں، تب ان کو یقین ہوگیا کہ آپؓ نے سچ کہا ہے۔ پھر انہوں نے کہا اے صاحب رسول! کیا رسول اللہ ﷺ کا جنازہ پڑھا جائے گا؟ آپؓ نے فرمایا ہاں، انہوں نے پوچھا کیسے؟ آپ نے فرمایا ایک جماعت اندر (حجرے میں) داخل ہوگی اور تکبیر کہے گی اور دعا کرے گی اور نماز پڑھے گی پھر باہر آجائے گی۔ پھر اور لوگ داخل ہوں گے، تکبیر کہیں گے دعا کریں گے اور نماز پڑھیں گے پھر باہر آجائیں گے یہاں تک کہ سب لوگ اندر داخل ہو جائیں۔ پھر صحابہؓ نے پوچھا اے صاحب رسول! کیا رسول اللہ ﷺ کو دفن کیا جائے گا؟ انہوں نے کہا ہاں انہوں نے کہا کہاں؟ انہوں نے فرمایا اسی جگہ جہاں رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسی جگہ آپ کو وفات دی ہے جو پاکیزہ جگہ ہے۔ صحابہؓ جان گئے کہ ابوبکرؓ نے سچ کہا ہے۔ پھر آپؓ نے انہیں حکم دیا کہ آپ کے والد کے بیٹے (والد کی طرف سے رشتہ دار) آپ کو غسل دیں (راوی یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ) مہاجرین جمع ہوکر (خلافت کے معاملے میں) باہم مشورہ کرنے لگے اور انہوں نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا ہمارے ساتھ اپنے انصار بھائیوں کی طرف چلیں اور ان کو اس معاملہ میں اپنے ساتھ شامل کریں۔ انصار نے کہا ہم میں سے ایک امیر ہو اور تم میں سے بھی ایک امیر ہو۔ اس پر حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا: کون ہے جسے یہ تین فضیلتیں حاصل ہیں۔ پھر یہ آیت پڑھی......(ہجرت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یاد کرو) جب وہ دو میں سے ایک تھا۔ جب وہ دونوں غار میں تھے اور وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ غم نہ کر یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا وہ دو کون ہیں؟ راوی کہتے ہیں پھر عمرؓ نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کی اور تمام لوگوں نے آپؓ کی بیعت کی اور یہ بیعت برضا و رغبت اور بہت عمدگی اور خوبصورتی سے ہوئی۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ترکہ میں) کوئی دینار یا درہم نہیں چھوڑا نہ ہی کوئی بھیڑ بکری نہ کوئی اونٹ۔ راوی کہتے ہیں غلام اور لونڈی کے بارے میں مجھے شک ہے۔ نیز فرمایا ہمارا کوئی ورثہ نہیں چلے گا ہم جو ترکہ چھوڑیں گے وہ صدقہ ہوگا۔

حضرت مسیح موعود سیرت کے ان تمام پاکیزہ واقعات کو کس خوبصورتی سے ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔

''وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملائکہ میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد ﷺ ہیں''۔

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 ص 161)

مزید فرماتے ہیں:۔

''میں ہمیشہ تعجب کی نگہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام **محمد** ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبیؐ ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہاء معلوم نہیں ہوسکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی۔ اس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اولین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کو دعویٰ کرتا ہے۔ وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذریت شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے۔ جو اس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے''۔

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 119,118)

مکرم واحد اللہ جاوید صاحب

افواہ پھیلانا بھی جھوٹ بولنا ہے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ ''اے ایمان والو! جب کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو۔''

(سورۃ حجرات آیت:7)

افواہ ایسی خبر کو کہتے ہیں جو حقیقت پر مبنی نہ ہو اور من گھڑت کہانی ہو۔ افواہ کیسے پھیلتی ہے یہ جاننے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی اقسام پر غور کیا جائے۔ عام طور پر افواہ دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک وہ جو دانستہ طور پر کسی خاص مقصد کو حاصل کرنے کے لئے پھیلائی جاتی ہے۔

ایسی افواہ کے پس پردہ باقاعدہ ایک منصوبہ ہوتا ہے۔ تقریباً ہر ملک کی فوج میں ایک ایسا سیل قائم ہوتا ہے جس کو Disinformation Cell کہا جاتا ہے۔ یہ سیل دشمن کی صفوں میں بے چینی اور مایوسی وغیرہ پھیلانے کے کام آتا ہے۔ بدقسمتی سے آجکل یہ لوگ مخالف ملکوں میں انتشار پھیلانے کا باعث بن رہے ہیں۔ بعض اوقات یہ افواہ پھیلا کر اس کی رفتار بھی چیک کرتے ہیں جس سے کارکردگی کا اندازہ لگایا جاتا ہے آپ کو علم ہوگا کہ کبھی کبھار ہمارے ملک پاکستان میں بھی ایسی افواہیں پھیل جاتی ہیں جن کا سر ہوتا ہے اور نہ پیر۔ مثلاً دو روپے والے سکہ میں غلطی سے سونا شامل ہو گیا ہے اور یہ خبر آناً فاناً سارے ملک میں پھیل گئی لوگوں نے مخصوص سکے کو اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔

موبائل فون پر ایسی کال کی خبر پھیل گئی جس کو سننے سے دھماکے ہونے کی خبر پھیل گئی یہاں تک کہ لوگ ہلاکتوں کی تعداد بتاتے پھر رہے تھے۔

اسی طرح کی اور بھی مثالیں ہیں۔ افواہ سازی بہت پرانا سلسلہ ہے۔ 1857ء میں مسلمانوں میں بے چینی پیدا کرنے کے لئے افواہ پھیلا دی گئی کہ جو کارتوس بندوق میں استعمال ہو رہے ہیں ان میں گائے اور سؤر کی چربی استعمال ہوتی ہے۔ اس زمانے میں کارتوس کے استعمال کے لئے منہ کا بھی استعمال ہوتا تھا۔ مسلمان سؤر سے نفرت کرتے تھے اور ہندو گائے سے محبت۔ لہٰذا اس افواہ نے کافی پریشانی پیدا کی تھی۔

بہرحال یہ تو افواہ کی ایک قسم ہے دوسری قسم ایسی ہے جس کو پھیلانے میں دانستہ طور پر کوئی ہاتھ نہیں ہوتا اور اس کو پھیلانے کا سبب جاہل اور فارغ لوگ ہوتے ہیں اور ایسی افواہ بھی نقصان کا باعث بن سکتی ہے۔

بات کرنے کے لئے کوئی موضوع نہ ملے تو اس خواہش کے تحت کہ لوگ ان کی باتوں کو غور سے سنیں جھوٹی داستان بناتے ہیں اپنی موجودگی اس میں اس لئے شامل کرتے ہیں کہ لوگ یقین کر لیں اور بعض اوقات کسی معتبر شخص یا ادارے کی گواہی بھی ڈال دیتے ہیں۔ کسی معتبر T.V چینل کی گواہی بھی ڈالنے سے نہیں چوکتے کہ خبر نشر ہو رہی ہے۔ چند منٹ کی لذت حاصل کرنے کے لئے عمر بھر کا اعتبار گنوا لینا معمولی بات خیال کرتے ہیں۔ ایسے لوگ ہمہ وقت داستان بنانے کے چکر میں رہتے ہیں۔ مثلاً بس سٹینڈ پر کار رکی کار میں بیٹھے اکیلے آدمی نے مسافر سے جو بس کے انتظار میں کھڑا تھا پوچھا کہ اگر آپ لالیاں جا رہے ہیں تو میرے ساتھ آجائیں میں اکیلا ہوں گپ شپ بھی رہے گی۔ مسافر حالات کے تقاضے کو پیش نظر رکھ کر ساتھ جانے کو تیار نہ ہوا۔

ایک اور شخص جو فارغ تھا۔ فوراً آیا اور پوچھا کہ کار والا کیا کہہ رہا تھا۔ مسافر نے بتا دیا۔ اب جو فارغ شخص تھا اس نے مسافر کو بار بار باور کرانے کی کوشش کی کہ تم اغوا برائے تاوان کے سلسلے میں بال بال بچ گئے ہو۔ اغوا کے کئی قصے سنائے جب تک بس آئی اس وقت تک اس فارغ شخص نے کار میں اسلحہ اور کار والے کو پستول تک تھما دیا تھا۔ اس پر بھی اس کی جب تسلی نہ ہوئی تو افواہ میں مزید رنگ بھرا اور اس کار والے کو (جو اپنے گھر بخیریت چلا گیا ہوگا) جھوٹ بولتے ہوئے لالیاں پولیس والوں نے پکڑ لیا ہے پر اکتفا کیا۔

اب اس کہانی کو دیکھیں کہ............ایک اغواء کار اسلحے کے زور پر اغوا کر کے لے جانا چاہتا تھا مگر مسافر نے مزاحمت کی اور زخمی حالت میں اغواء کار چھوڑ کر فرار ہوگیا۔ فلاں سٹیشن کی پولیس نے اس اغوا کار کو بھاری اسلحہ سمیت گرفتار کر لیا۔

اصل واقعہ صرف اتنا تھا کہ ایک شریف آدمی نے کھڑے مسافر کو لفٹ دینے کی پیشکش کر دی بس اس سے آگے غلط اور افواہ تمام علاقے میں پھیل گئی۔

ایسی افواہوں کی بنیاد صرف اور صرف جہالت ہوتی ہے کبھی کبھار یہ افواہیں بہت بڑے بڑے نقصان بھی کر جاتی ہیں جنگیں ہو جاتی ہیں۔

نبی پاک ﷺ نے فرمایا ہے ''کسی شخص کے جھوٹا ثابت ہونے کے لئے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ وہ سنی سنائی بات کو آگے کر دیتا ہے۔

(صحیح مسلم و سنن ابی داؤد کتاب الادب)

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جماعت احمدیہ میں بہت کم ایسا ہوتا ہے مگر اس کے باوجود مزید احتیاط کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسے ادارے موجود ہیں جہاں پر رابطہ کر کے اصل خبر حاصل کی جاسکتی ہے اور کوئی اہم خبر دی جاسکتی ہے۔

امور عامہ اور صدر عمومی کے کارکن ہمہ وقت خدمت کے لئے موجود ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر طرح کے شر کو جماعت سے دور رکھے۔ آمین دعا بہت بڑی تدبیر ہے۔

مکرم مظفر احمد درانی صاحب مربی سلسلہ

مکرم محمود احمد شاد صاحب مربی سلسلہ کی حسین یادیں

آپ جامعہ احمدیہ میں خاکسار کے کلاس فیلو تھے۔ آپ کا شمار ذہین طلباء میں ہوتا تھا۔ شروع سے ہی بڑے ہنس مکھ، خوش مزاج اور ہر دلعزیز تھے۔ ہمارا آپس میں دوستی ہی نہیں اخوت کا رشتہ تھا بلکہ دوست احباب ہمیں قریبی رشتہ دار سمجھا کرتے تھے اور یہ تعلق آخر وقت تک قائم رہا۔ مگر یہ سب کچھ آپ کی اعلیٰ صفات کی وجہ سے تھا۔ آپ کے والدین نے دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہوئے اپنا سب کچھ بیچ کر ربوہ میں آ ڈیرے ڈالے تھے۔ چونکہ آپ بچپن میں ہی والدین کے ہمراہ ربوہ آبسے تھے۔ مدرسۃ الحفظ میں کچھ پارے حفظ بھی کئے تھے۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ سے میٹرک پاس کیا تھا، جماعتی تقریبات میں تلاوتِ قرآن کریم اور نظم پڑھا کرتے تھے، اس لئے آپ کی واقفیت اور تعارف حیران کن حد تک بہت زیادہ تھے۔

جامعہ احمدیہ ربوہ سے فارغ التحصیل ہوتے ہی 1986ء کے جلسہ سالانہ برطانیہ میں شمولیت اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع سے شرف ملاقات کی سعادت پائی۔ فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ سے عملی خدمت کا آغاز کیا۔ آپ 7 بہنوں کے اکیلے بھائی تھے، اس لئے والدین اور خاص طور پر بیمار والدہ کی خوب خدمت کی۔ جب آپ کا تقرر بیرونِ ملک ہونے والا تھا تو پریشان تھے کہ بیمار والدہ کو کس کے پاس چھوڑ کر جاؤں گا۔ چنانچہ والدہ کی زندگی میں آپ کو پاکستان میں ہی خدمت کا موقع ملتا رہا۔ آپ کو منڈی بہاؤالدین اور پھرکھاریاں میں تعینات کیا گیا۔ خاکسار مربی دعوت الیٰ اللہ کے طور پر بھی آپ کے پاس دورے پر جاتا رہا۔

احمدی عورت کا خلوص

ان دنوں حضرت امام جماعت احمدیہ کا خطبہ جمعہ بذریعہ سیٹلائٹ آنا شروع ہوا تھا چنانچہ بڑی بڑی جماعتیں اپنے ہاں ڈِش انٹینا کے انتظام کی کوشش کر رہی تھیں۔ محترم شاد صاحب نے مجھے بتایا کہ کھاریاں جماعت کے عہدیداران نے بھی صاحبِ حیثیت احبابِ جماعت کی لِسٹ بنائی اوران کے لئے حسبِ حیثیت کچھ رقم تجویز کی تاکہ وصولی کرکے ڈِش انٹینا خریدا جاسکے۔ گھر گھر رابطوں کے آغاز میں ہی جماعتی وفد ایک بیوہ کے گھر پہنچا اور انہیں ڈِش کے لئے مقامی فنڈ کی تحریک کی۔ اس خوش نصیب احمدی بیوہ خاتون نے پوچھا کہ ڈِش انٹینا اور رِسیور (Receiver) کی کل کتنی قیمت ہے۔ انہیں بتایا گیا کہ تقریباً آٹھ ہزار روپے۔ اس خاتون نے کہا کہ پھر آپ کو کسی اور سے رابطہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ دونوں چیزیں فوری طور پر خرید لیں۔ اس نیک کام کے لئے میں اکیلی ہی آٹھ ہزار روپے ادا کرتی ہوں۔ یہ واقعہ ہمیشہ مجھے محترم شاد صاحب اور کھاریاں جماعت کی اس نیک بخت خاتون کی یاد دلاتا رہتا ہے۔

مثالی مربی

جب خاکسار کا تقرر 1999ء میں بطور امیر ومربی انچارج تنزانیہ ہوا تو اس وقت آپ تنزانیہ میں تعینات تھے۔ بڑے ہی شوق اور لگن سے دعوت الی اللہ کیا کرتے تھے۔ نئ نئ جگہوں پر رابطے کرکے وڈیو اور آڈیو کیسٹس کے ذریعہ اور مجالس لگا کر آپ دعوت الی اللہ کیمپس لگایا کرتے تھے۔ جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے کئی نئی جماعتیں بھی عطا کیں۔ چنانچہ آپ کی بہترین اور باثمر دعوت الی اللہ کاوشوں کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے آپ کو جلسہ سالانہ انگلستان 2000ء میں تنزانیہ جماعت کی طرف سے بطور نمائندہ شرکت کی منظوری عطا فرمائی۔ اور اسی جلسہ سالانہ کے ایک سیشن میں آپ کو تلاوتِ قرآن کریم پیش کرنے کی بھی سعادت ملی کیونکہ آپ بچپن سے ہی بہت اچھی تلاوت کیا کرتے تھے۔ آپ کی تلاوت کردہ آیاتِ قرآنی کا اردو ترجمہ پیش کرنے کا خاکسار کو موقع ملا۔ اسی جلسہ سالانہ کے موقعہ پر انٹرنیشنل دعوتی سیمینار میں بھی آپ نے اپنے دعوتی طریقِ کار اور تجربات سے نمائندگان کو آگاہ کیا جس پر تبصرہ کرتے ہوئے مکرم سیکرٹری صاحب دعوت الیٰ اللہ جماعتِ احمدیہ برطانیہ نے فرمایا کہ قبل ازیں ہم موبائل ڈسپنسریز اور کلینکس (Clinics) کا سنا کرتے تھے آج ہم بے حد خوش ہیں کہ تنزانیہ میں موبائل دعوتی کیمپس بھی لگائے جارہے ہیں۔

آپ Iringa (اِیرینگا) تنزانیہ میں تعینات تھے کہ آپ کی کامیابیوں کو دیکھتے ہوئے مقامی علماء نے عرب ریاستوں کی طرف سے مذہبی امداد دینے والوں اداروں سے ویسی ہی دعوتی سہولیات کا مطالبہ کرنا شروع کیا جو احمدی مربی محمود احمد شاد صاحب کو حاصل تھیں تاکہ وہ احمدیہ نفوذ کو روک سکیں۔ جب ایک ایک کرکے ان کی تمام دعوتی ضروریات پوری کردی گئیں اور کوئی نتیجہ نہ نکلا بلکہ احمدیت مزید تیزی سے صوبے میں پھیلتی رہی، تو مقامی علماء سے پوچھا گیا کہ کیا وجہ ہے کہ تمام دعوت الی اللہ سہولیات کے حصول کے بعد بھی آپ کے کام کا کوئی نتیجہ نہیں نکل رہا؟ تو انہوں نے کہا کہ ابھی ہمارے پاس ایک چیز کی کمی ہے۔ وہ یہ کہ جماعتِ احمدیہ کے پاس پاکستانی مربی ہے جو کہ ہمارے پاس نہیں ہے اگر ہمیں بھی ایک پاکستانی مربی دے دیا جائے تو اس کی رہنمائی میں ہم بھی کامیاب ہوں گے۔ ان بے چاروں کو یہ احساس ہی نہ ہوسکا کہ احمدی مربی تو موجود ہے صرف ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کے ساتھ ہو کر خدمتِ دین کی جائے۔

بیت کی تعمیر کے ایمان افروز واقعات

آپ کو کئی نئی جماعتوں کے قیام کے بعد وہاں پر بیوت کی تعمیر کی توفیق بھی ملی جن میں سے ایک تنزانیہ سے زیمبیا جانے والی شاہراہ پر واقع Kinengebasi نامی جماعت کی بیت الذکر اور معلم ہاؤس ہے۔ اس بیت الذکر سے متعلق تین دلچسپ باتیں عرض کرنی چاہتا ہوں: اول یہ کہ یہ بستی ایک پہاڑی پر واقع ہے، جس کی چوٹی پر بیت تعمیر کی گئی۔ دونوں طرف سے آنے والی ٹریفک پہاڑی چڑھتے چڑھتے تھک کر اس بیت کے نظارہ کی ضرور توفیق پاتی جہاں پر جماعت احمدیہ کا بڑا سائن بورڈ نمایاں تھا۔ دوسرے یہ بیت بڑی تیزی سے تعمیر ہوئی۔ جس سے علاقے کے لوگوں نے اچھا اثر لیا۔ ایک دن ایک ٹرک ڈرائیور وہاں رُکا اور بیت کی تیز تعمیر پر خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے دو ہزار شلنگ بطور بیت فنڈ ادا کئے۔ اور بتایا کہ گزشتہ ہفتے وہ یہاں سے گزرا تھا تو بیت کا سنگِ بنیاد رکھا جارہا تھا۔ اور آج چھت بھی ڈالی جاچکی ہے، اس بات نے مجھے یہاں رُکنے، نماز ادا کرنے اور تعمیر میں حصہ لینے پر مجبور کیا ہے۔ اس بیت سے متعلق تیسری بات سب سے زیادہ دلچسپ ہے۔ وہ یہ کہ ایک دن ایک صاحب دوپہر سے قبل بیت میں آکر بیٹھ گئے۔ ظہر کی نماز وہیں ادا کی اور وہیں بیٹھے رہے۔ عصر کی نماز کے لئے دوست تشریف لائے تو وہ صاحب تاحال وہیں موجود تھے اور نمازِ عصر ادا کی۔ نماز کے بعد اس اجنبی سے پوچھا گیا کہ تم کون ہو اور تمہارے یہاں آنے کا کیا مقصد ہے؟ اس نے بتایا کہ وہ فلاں علاقہ سے آیا ہے اور اس کے آنے کا مقصد اس گائے کی زیارت کرنا ہے جس کی یہاں عبادت کی جاتی ہے۔ کیونکہ اس کے علاقہ کے علماء نے کہا ہے کہ اس نئی تعمیر شدہ بیت میں گائے کی عبادت کی جاتی ہے۔ اس لئے مجھے شوق پیدا ہوا کہ اس گائے کو دیکھوں۔ اس لئے میں دوپہر سے قبل پہنچا کہ بیت میں گائے ہوگی مگر نظر نہ آئی تو میں سمجھا کہ شائد نماز کے وقت لائی جائے گی۔ اس لئے میں نمازِ ظہر کے لئے رُک گیا۔ جب نمازِ ظہر پر بھی گائے نہ لائی گئی تو میں سمجھا کہ شاید گائے عصر کی نماز پر لائی جائے گی اس لئے میں اپنے شوق میں خاموشی سے عصر کی نماز تک بھی رُک گیا۔ مگر گائے عصر پر بھی نظر نہ آئی۔ اب مجھے بتایئے کہ حقیقت کیا ہے۔ چنانچہ اسے جماعت کا تعارف کروایا گیا اور الٰہی جماعتوں کی مخالفت کی فلاسفی بیان کی گئی تو اس نے یہ کہتے ہوئے جماعت میں شمولیت کا اعلان کردیا کہ ایک طرف مذہبی رہنماؤں کا اس قدر جھوٹ ہے اور دوسری طرف حق و صداقت ہے جس سے میں اب محروم نہیں رہ سکتا۔

خدمت خلق

محترم شاد صاحب اپنے حلقہ کی جماعتوں اور دیہات کے بکثرت دورے کیا کرتے تھے۔ ایک دن آپ شام کو واپس اپنے سنٹر اِرینگا آرہے تھے کہ رستے میں آپ کو ایک نومبائع فیملی کے ممبران ملے جن کے ہمراہ حالتِ زچگی میں ایک خاتون تھیں، جنہیں وہ لوگ ہاتھ سے دھکیلنے والی ریڑھی پر ڈال کر سڑک تک پہنچے تھے کہ کوئی سواری ملے تو اسے ہسپتال پہنچائیں۔ اس علاقہ میں ٹرانسپورٹ کی سخت کمی تھی۔ چنانچہ آپ انہیں اپنی گاڑی میں شہر کے ہسپتال لے آئے۔ دو دن بعد زچہ بچہ کو چھوڑنے ان کے گاؤں چلے گئے۔ ان کے گاؤں کے لوگ گاڑی اور زچہ بچہ کو دیکھنے کے لئے اکٹھے ہوگئے۔ حالات معلوم ہونے پر مقامی لوگوں نے احمدیہ مربی زندہ باد کے نعرے لگانا شروع کردیئے۔ جس نے ان لوگوں کی اس مشکل وقت میں مدد کی تھی۔ مقامی لوگوں نے علی الاعلان اس بات کا اظہار کیا کہ آج تک کوئی غیر ملکی اس گاؤں میں نہیں آیا یہ صرف احمدی مربی ہی ہے جو نہ صرف ہمارے پاس پہنچا بلکہ ہماری انتہائی ضرورت کے وقت مدد بھی کی۔

اہلِ خانہ سے حسنِ سلوک

آپ اپنے اہل خانہ سے بہت حسن سلوک کرنے والے تھے۔ ان کی کوشش ہوتی کہ جہاں خود جائیں بچوں کو بھی ان مقامات کی زیارت سے محروم نہ رکھیں چنانچہ جب آپ کو بطور جماعتی نمائندہ جلسہ سالانہ انگلستان میں شرکت کی دعوت دی گئی تو آپ نے اپنے خرچ پر اپنی فیملی کو بھی ساتھ لے لیا۔ اور جرمنی کے جلسہ سالانہ میں بھی شرکت کی توفیق پائی اور دونوں ملکوں کے اہم مقامات کی سیر بھی کروائی۔ اسی طرح جب آپ کو پڑوسی ملک کینیا کی سیر کا موقعہ ملا، تو بھی آپ کے اہل وعیال ہمراہ تھے۔ کینیا جاکر معلوم ہوا کہ کینیا میں آئس کریم تنزانیہ کی نسبت بہت ہی سستی ہے۔ چنانچہ ساحلِ سمندر ممباسہ کی مشہور NAKUMAT مارکیٹ میں بیٹھ کر خوب اور خوب آئس کریم کھائی گئی۔

قادیان کی زیارت کے وقت بھی فیملی کو ساتھ لے کر جاتے رہے۔ جلسہ سالانہ قادیان 2009ء کے موقع پر آپ ڈیوٹی کی غرض سے پہلے تشریف لے گئے۔ چونکہ آپ کی ڈیوٹی قدرے دور تھی، جس دن فیملی نے آنا تھا میرے مقامِ ڈیوٹی دارالضیافت تشریف لائے اور کہا کہ میں نے اپنی فیملی کو کہہ دیا ہے کہ یہاں آپ کے پاس آجائیں آپ انہیں فلاں گھر پہنچادینا۔ دوسری طرف اپنے سسر محترم محمد اصغر صاحب کو دارالضیافت کا وقت دے دیا۔ رات گئے محترم اصغر علی صاحب میرے پاس تشریف لائے کہ شاد صاحب کی فیملی ابھی تک نہیں پہنچی تو میں نے انہیں تسلی دی کہ آج بڑا قافلہ تھا، وہی بسیں دوبارہ بقیہ

مسافروں کو لینے گئی ہیں اس لئے دیر ہو رہی ہے۔ صبح معلوم ہوا کہ شاہد صاحب کی فیملی تو اول وقت میں ہی آ گئی تھی، چونکہ ان کا آپس میں رابطہ ہو گیا تھا اس لئے آپ خود ہی مقام ڈیوٹی سے رخصت لے کر اپنی فیملی کو رہائش گاہ تک پہنچا کر پھر ڈیوٹی پر چلے گئے تھے۔ الغرض آپ نے اپنے والدین، بہنوں اور بیوی بچوں کے ساتھ بہت اچھا وقت گزارا اور سب کی آنکھوں کا تارا بن کر رہے۔ یہاں تک کہ اب عرش کا روشن ستارہ بن کر چمکنے لگے ہیں۔

جرأت و بہادری

دین کے لئے آپ غیرت اور جرأت و بہادری رکھتے تھے۔ 1984ء سے حضرت اقدس مسیح موعود کا یہ فارسی شعر آپ کو زبانی یاد تھا، جسے اکثر دورانِ گفتگو سنایا کرتے تھے۔

من نہ آنستم کہ روزِ جنگ بینی پُشت من
آن منم کاندر میانِ خاک و خوں بینی سرے

یعنی میں وہ نہیں ہوں کہ جنگ کے دن تو میری پُشت کو دیکھے۔ میں تو وہ ہوں کہ جس کا سر تُو خاک و خون میں غلطاں دیکھے گا۔

چنانچہ 28 مئی 2010ء کو جب بیت النور لاہور پر حملہ ہوا تو آپ خطبہ جمعہ دے رہے تھے۔ آپ نے مذکورہ شعر کے عین مطابق بڑی جرأت اور بہادری سے باقی شہداء کی طرح خون میں لت پت ہو کر شہادت کو گلے لگایا اور اپنے ہی خون سے باوضو ہو کر اپنے خالق و مالک کے حضور حاضر ہو گئے۔ جب آپ کی شادی ہوئی تو میدان عمل میں ہونے کے باعث خاکسار اس میں شامل نہ ہو سکا۔ لیکن تصویریں دیکھ کر معلوم ہوا کہ اس دن دلہا سفید شملہ والی پگڑی میں بڑا ہی بھلا لگ رہا تھا۔ لیکن جس دن اسی دلہے کی بارات آخرت کے لئے چلی تو بھی اس کی سفید پگڑی سب سے بلند تھی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو غریقِ رحمت فرمائے اور آپ کی بیوہ اور دونوں بیٹوں سعود اور نوید کا خود حامی و ناصر اور کفیل ہو۔ آمین

مکرم محمد انور صاحب

مکرم محمد شاہد صاحب کی یاد میں

سانحہ لاہور میں قربان ہونے والا ایک کشمیری نوجوان

28 مئی 2010ء کو سرزمین لاہور میں جام شہادت نوش کرنے والے شمع احمدیت کے پروانوں میں ہمارا ایک عزیز بھائی مکرم محمد شاہد صاحب ابن مکرم محمد شفیع صاحب بھی شامل ہے۔ جس کا آبائی تعلق کوٹلی آزاد کشمیر سے ہے۔ اس طرح کشمیر سے تعلق رکھنے والے ایک جوان کا لہو بھی قربانی میں شامل ہو گیا۔ ع

ایں سعادت بزور بازو نیست

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 11 جون 2010ء کے خطبہ جمعہ میں جاں نثاران لاہور کے ذکر خیر میں مکرم محمد شاہد صاحب کا بھی ذکر خیر فرمایا جو سارے غمزدہ خاندان کے لئے مرہم بن گیا۔ جن کا جواں سالہ بیٹا شہید ہوا تھا۔ پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فون کر کے بھی تعزیت کی اور حوصلہ دیا جس سے سوگوار والدین اور بہن بھائیوں کا غم ہلکا ہوا۔

مکرم محمد شاہد صاحب اپنے والدین کا پہلوٹھا بیٹا تھا۔ یہ جوان نہایت فرمانبردار، اطاعت گزار اور والدین کی خدمت کرنے والا اور حسن اخلاق کا مالک تھا۔

ماں باپ کا لاڈلا اور بہن بھائیوں کا چہیتا تھا۔ خدمت دین کا بھرپور جذبہ رکھنے والا اور چندے بروقت ادا کرنے والا جوان تھا۔ شہادت کے وقت بھی اس کی جیب سے پچاس روپے کی صدقہ کی رسید نکلی تھی۔ حلقہ شالی چھاؤنی لاہور میں نائب زعیم حلقہ کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ خدمت خلق کی ڈیوٹیاں بڑے شوق سے دیتا تھا۔

28 مئی 2010ء کو بروز جمعۃ المبارک کے دن اس کے بھائی نے نماز جمعہ کے لئے ڈیوٹی پر آنا تھا اس نے کہا کہ اس جمعہ کو میں جاؤں گا تم اگلے جمعہ کو چلے جانا۔ اس طرح یہ خدمت خلق کی ڈیوٹی شوق سے دینے والا جوان محراب کے ساتھ محترم امیر صاحب ضلع لاہور کے قریب ڈیوٹی دیتے ہوئے جام شہادت نوش کر گیا۔

والدین نے شادی کے لئے کہا تو اس نے جواب دیا کہ پہلے ہمشیرہ کی شادی ہو گی۔ اسے دوسروں کی خاطر اپنی خوشیوں کو قربان کرنے کا سلیقہ آتا تھا۔

اس نے اپنے پیچھے والدین کے علاوہ 4 بھائی اور ایک بہن سوگوار چھوڑے ہیں۔ مکرم محمد شاہد صاحب شہید کی والدہ نے ان جذبات کا اظہار کیا ہے کہ میرا بیٹا سب بیٹوں سے اچھا اور بہت سی خوبیوں کا مالک تھا اور واقعتہً اس لائق تھا کہ وہ اللہ کے حضور قربانی کے لئے پیش کیا جائے۔ آپ کے والد محترم نے بتایا کہ میرا بیٹا بہت اطاعت گزار اور شریفانہ زندگی بسر کرنے والا تھا ہر ایک سے بہت احترام سے پیش آتا تھا۔

احباب جماعت کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نوجوان شہید کے درجات بلند فرمائے اور آپ کے خاندان کو شہید کی خوبیوں کا وارث بنائے اور صبر جمیل عطا فرمائے اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے اور وجود بھی پیدا کرے اور اس قربانی کے شیریں پھل عطا فرمائے اور سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

ن۔مبشر

28 مئی کے جاں نثار

میرے پھوپھی زاد بھائی مکرم فدا حسین صاحب

28 مئی کا دن ظالم اور سفاک دہشت گردوں کے ہاتھوں جماعت احمدیہ لاہور کے لئے سیاہ ترین رات بن گیا۔ رات جتنی گہری ہو گی ستارے اتنے ہی زیادہ چمکدار نظر آتے ہیں۔ اس کالی رات میں حضرت مسیح موعود کے 86 محبان نے جام شہادت نوش فرمایا۔ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی ہوں کہ ہمارے گھر کے دو روشن ستارے بھی ان میں شامل ہیں۔ ایک میرے شوہر مکرم میاں مبشر احمد صاحب اور دوسرے میرے پھوپھی زاد بھائی مکرم فدا حسین صاحب۔

مکرم فدا حسین صاحب 1941ء میں کھاریاں ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ قریباً 5 سال کی عمر میں ماں باپ یکے بعد دیگرے وفات پا گئے۔ 4 بہن بھائی تھے۔ چاروں اپنے دو ماموں مکرم میاں برکت علی صاحب اور مکرم میاں اکبر علی صاحب کی کفالت میں آ گئے۔

مکرم فدا صاحب جب تین سال کے تھے تو انہیں پاؤں میں ایک شدید چوٹ آئی جو بعد میں ایک خطرناک ناسور کی شکل اختیار کر گئی۔ عرصہ دراز کے بعد وہ ناسور تو ٹھیک ہو گیا۔ مگر ٹانگ بالکل سوکھ گئی اور اس طرح آپ نے ساری زندگی معذوری میں گزاری۔

1952ء میں آپ کے دونوں ماموں کھاریاں سے ہجرت کر کے وزیر آباد آ گئے۔ آپ بھی انہیں کے ساتھ تھے۔ آپ نے کچھ عرصہ اپنا الگ کاروبار کیا۔ مگر خاطر خواہ فائدہ نہ ہوا اور مقروض ہو گئے۔ جس کی وجہ سے کاروبار چھوڑ دیا۔

آپ ایک سادہ، صابر و شاکر، قناعت پسند، تقویٰ شعار، پرہیزگار انسان تھے۔ ساری زندگی نماز باجماعت ادا کی۔ رات کا زیادہ حصہ ذکر الٰہی اور تہجد میں گزارتے اور روزانہ لمبی تلاوت کیا کرتے تھے۔

آپ ایک بااصول انسان تھے۔ بہت کم گو اور کم خور تھے۔ ساری زندگی دو ٹائم کھانا کھایا اور اس کے دوران کبھی کچھ نہ کھایا۔ کھانا کھانے، نہانے اور سونے کا ایک ٹائم مقرر کیا ہوا تھا اور اسی پہ آخری وقت تک کاربند رہے۔ پچھلے چھ ماہ سے 24 گھنٹوں میں صرف ایک بار کھانا کھایا کرتے تھے۔ بہت صفائی پسند تھے۔ آپ صاف ستھرا لباس پہنتے تھے۔ بے حد منظم زندگی گزاری۔ یہی وجہ ہے کہ بے ترتیبی کو برداشت نہیں کرتے تھے۔ کچن میں کبھی جانے کا موقع ملتا تو ادھر ادھر پڑے برتنوں کو ترتیب سے رکھ دیتے تھے۔ مشکل سے مشکل کام اگر ان کو سونپ دیا جاتا۔ تو اسے کر کے ہی دم لیتے تھے۔ ان کا ایک اور وصف یہ تھا کہ وہ مریضوں کے بے لوث خدمت گزار تھے۔ اپنے کئی رشتہ داروں کی دن رات خدمت کی۔

اپنی ممانی کی جن کو اپنی ماں سمجھتے تھے قابل مثال خدمت کی۔ ان کی ایک خوبی یہ بھی تھی کہ وہ محتاجوں ضرورت مندوں کو قرضہ حسنہ بخوشی دے دیا کرتے تھے اور کبھی بھی واپسی کا تقاضا نہیں کرتے تھے۔ لینے والا اپنی سہولت کے مطابق رقم واپس کر دیتے تھے۔

معذوری کے باوجود نمازیں ہمیشہ باجماعت ادا کیں۔ جب کبھی اپنے آبائی شہر کھاریاں جاتے تو وہاں گھر سے بیت الذکر دو میل کے فاصلے پر تھی کوشش یہی ہوتی کہ چاروں نمازیں بیت الذکر میں ادا کریں۔

میرے ساتھ پچھلے بیس سال سے رہ رہے تھے۔ میرے بچوں، پوتے، پوتیوں اور نواسیوں سے بے حد محبت کا سلوک کیا کرتے تھے۔ خصوصاً عزیزم زین احمد (میرا پوتا) سے بہت محبت تھی۔ جب کہیں دوسرے شہر میں جاتے۔ اس کے لئے ڈھیر ساری چیزیں لاتے۔ پچھلے دو سال سے ایک غیر معمولی واقعہ کی بنا پر ہماری فیملی کو لاہور شفٹ ہونا پڑا۔ آپ بھی ہمارے ساتھ لاہور آ گئے اور یہاں پہ بھی حسب عادت نماز جمعہ باقاعدگی سے ادا کرنے دار الذکر جایا کرتے تھے۔

انہیں وصیت کرنے کا بہت شوق تھا۔ مگر تا حال وہ وصیت نہ کر سکے۔ اپنی دعاؤں میں تواتر کے ساتھ اور تضرع اور الحاح کے ساتھ وصیت کی منظوری کے لئے دعائیں کرتے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جب خاکسار سے آپ کی تعزیت فرمائی تو میں نے ان کی اس خواہش کا ذکر کیا۔ تو حضور انور نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا سن لی اور انہیں تو بہت بڑا انعام عطا فرما دیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان تمام شہداء کو اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ ان کے خون کا ایک ایک قطرہ رنگ لائے اور جماعت احمدیہ عالمگیر کو عظیم الشان کامیابیوں سے نوازے۔ آمین

تندرستی کا ضامن جوتا

امریکہ میں دستیاب سومینو نامی رنگ جوتا پہننے والے کے وزن، پیر کے سائز اور دیگر پہلو مدنظر رکھ کر خود میں تبدیلیاں لاسکتا ہے تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ آرام دہ بن سکے۔ ایک جوتا 11.664 دستیاب کمپینیشنز رکھتا ہے۔

(سنڈے ایکسپریس 3 جنوری 2010ء)

مکرم ظفر اقبال قریشی صاحب ناظم آفس جلسہ سالانہ ہالینڈ

جماعت احمدیہ ہالینڈ کا 30 واں جلسہ سالانہ

جماعت احمدیہ ہالینڈ کا تیسواں جلسہ سالانہ، ہالینڈ کے جنوب میں واقع ایک خوبصورت گاؤں Nunspeet میں منعقد ہوا جس کی آبادی تقریباً 20 ہزار ہے یہاں جماعت احمدیہ ہالینڈ کا ایک مشن ہاؤس بیت النور بھی قائم ہے۔ مشن ہاؤس کے قریب ایک وسیع ہال کرایہ پہ لیا گیا جہاں یہ جلسہ منعقد ہوا۔

مورخہ 7 مئی 2010ء بروز جمعۃ المبارک کو جلسہ سالانہ کا آغاز صبح 11 بجے رجسٹریشن سے شروع ہوا۔ بعدازاں مکرم ھبۃ النور فرحاخن صاحب امیر جماعت احمدیہ ہالینڈ نے انتظامات کا معائنہ کیا۔ دوپہر کے کھانے اور پرچم کشائی کی تقریب کے بعد مکرم عبدالماجد طاہر صاحب (نمائندہ مرکز) ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن نے نمازِ جمعہ پڑھائی۔ بعدازاں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرالعزیز کا خطبہ جمعہ MTA کے ذریعے براہِ راست سنا گیا۔

پہلا اجلاس

پہلا اجلاس مورخہ 7 مئی 2010ء بروز جمعۃ المبارک کو دوپہر 4 بجے شروع ہوا جس کی صدارت مکرم ھبۃ النور فرحاخن صاحب امیر جماعت احمدیہ ہالینڈ نے کی۔ جلسہ سالانہ کی کارروائی کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآنِ کریم سے ہوا اور ان آیاتِ کریمہ کا اردو، ڈچ اور انگلش ترجمہ پیش کیا گیا۔ تلاوت قرآنِ کریم اور نظم کے بعد مکرم امیر صاحب ہالینڈ نے افتتاحی تقریر دعوت الی اللہ اور تعمیر بیوت الذکر کی اہمیت پر کی اس اجلاس کی دوسری تقریر مکرم حامد کریم محمود صاحب مربی سلسلہ ہالینڈ کی تھی ان کی تقریر کا موضوع ''امن کا سفیر از سیرت حضرت مسیح موعودؑ'' تھا۔

دوسرا اجلاس

دوسرے اجلاس کی کارروائی مورخہ 8 مئی 2010ء بروز ہفتہ صبح ساڑھے دس بجے شروع ہوئی جس کی صدارت نائب امیر ہالینڈ مکرم عبدالحمید فان درفیلدن صاحب نے کی۔ تلاوت قرآنِ کریم اور نظم کے بعد اس اجلاس میں دو تقاریر ہوئیں پہلی تقریر مکرم احمد سعید اخلاف صاحب نے ڈچ زبان میں کی۔ ان کی تقریر کا موضوع تھا ''حضرت محمد ﷺ، امن کا پیغمبر'' اس تقریر کا اردو ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔ اس اجلاس کی دوسری تقریر مکرم سیّد عبدالمالک صاحب کی تھی ان کی تقریر کا موضوع تھا ''علوم کی ترقی میں مسلمانوں کا کردار''۔

پروگرام لجنہ اماء اللہ ہالینڈ

مورخہ 8 مئی 2010ء بروز ہفتہ، دوپہر 12 بجے لجنہ اماء اللہ ہالینڈ نے اپنا ایک اجلاس منعقد کیا جس کی صدارت محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ ہالینڈ نے کی۔ تلاوت قرآنِ کریم کے بعد نظم پیش کی گئی۔ بعدازاں محترمہ صدر لجنہ اماء اللہ ہالینڈ نے لجنہ سے خطاب کیا۔ اس اجلاس میں تین تقاریر پیش کی گئیں۔ جن کے موضوعات تھے۔ '' دین حق میں پردہ کی اہمیت'' ''تزکیہ نفس'' اور '' دین حق، عورت اور آزادی رائے'' آخر میں دعا کے ساتھ یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

تیسرا اجلاس

نماز ظہر وعصر اور طعام کے بعد تیسرا اجلاس دوپہر 3 بج کر 30 منٹ پر شروع ہوا۔ یہ اجلاس ڈچ مہمانوں کے لیے مختص تھا۔ اس اجلاس میں دوسرے ڈچ مہمانوں کے علاوہ Nunspeet کے مئیر مع اہلیہ اور ہالینڈ کے ایک شہر Westervoort کے کونسلر بھی شامل ہوئے۔ اس اجلاس کی صدارت مکرم ھبۃ النور فرحاخن صاحب امیر جماعت احمدیہ ہالینڈ نے کی۔ تلاوت قرآنِ کریم و نظم کے بعد اس اجلاس میں دو تقاریر پیش کی گئیں جو کہ ڈچ زبان میں تھیں۔ جن کے موضوع تھے ''اللہ کی وحدانیت'' اور ''آپ پر سلامتی ہو'' چائے کے وقفے کے بعد محفل سوال و جواب منعقد ہوئی۔ دورانِ جلسہ ایک جرمن نوجوان اور ایک مراکشی بھائی نے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

چوتھا اجلاس

چوتھے اجلاس کی کارروائی مورخہ 9 مئی 2010ء بروز اتوار صبح ساڑھے دس بجے شروع ہوئی۔ جس کی صدارت افسر جلسہ سالانہ مکرم مبشر احمد چوہدری صاحب نے کی۔ تلاوت قرآنِ کریم و نظم کے بعد اس اجلاس میں دو تقاریر ہوئیں۔ پہلی تقریر مکرم ساجد نسیم صاحب مربی سلسلہ جماعت احمدیہ جرمنی کی تھی۔ ان کی تقریر کا موضوع تھا ''دعوت الی اللہ امن کا ذریعہ'' اس اجلاس کی دوسری تقریر مکرم نعیم احمد وڑائچ صاحب مشنری انچارج ہالینڈ کی تھی جس کا موضوع تھا ''ذکر الٰہی میں ہی حقیقی امن ہے''۔

اختتامی اجلاس

طعام اور نماز ظہر وعصر کے بعد دوپہر 2 بج کر 30 منٹ پر اختتامی اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ اس اجلاس کی صدارت مکرم عبدالماجد طاہر صاحب (نمائندہ مرکز) ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن نے کی۔ تلاوت قرآنِ کریم و نظم کے بعد انچارج عربی ڈیسک ہالینڈ مکرم ڈاکٹر ایمن عودہ صاحب نے ایک نو مبائع مراکشی احمدی بھائی کے متعلق مختصراً بتایا کہ انہوں نے احمدیت کیسے قبول کی۔ ان کی یہ تقریر انگریزی زبان میں تھی۔ اس کے بعد مکرم امیر جماعت احمدیہ ہالینڈ نے دور و نزدیک سے آئے ہوئے تمام مہمانوں اور کارکنوں کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے انتھک محنت کے ساتھ اس جلسہ سالانہ کے انتظامات کو ممکن بنایا اور ان سب کے لئے خصوصی دعا کی درخواست کی۔

آخر میں مکرم عبدالماجد طاہر صاحب (جو کہ اس جلسہ کے مہمانِ خصوصی تھے) نے اختتامی تقریر کی اور دعا کروائی۔ یوں یہ تین روزہ جلسہ سالانہ بفضل اللہ تعالیٰ بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔

(الفضل انٹرنیشنل 25 جون 2010ء)

لاہور میں دہشت گردی، ذمہ دار کون؟

اخبار ایکسپریس لاہور اپنے اداریہ میں لکھتا ہے۔

لاہور میں گڑھی شاہو اور ماڈل ٹاؤن میں جمعہ کے روز ہونے والے دہشت گردی کے واقعات میں مرنے والوں کی تعداد 93 ہو چکی ہے جبکہ ان واقعات کے ذمہ داران کا تعین کرنے اور ان کے خلاف کارروائی کرنے کے حوالے سے کوئی خاص پیش رفت نظر نہیں آئی۔ البتہ مختلف حلقوں کی جانب سے یہ بات بلند آہنگ میں کی جارہی ہے کہ یہ واقعات سیکیورٹی کے مناسب اقدامات نہ کئے جانے کی وجہ سے پیش آئے حتیٰ کہ صوبائی وزیر قانون رانا ثناء اللہ نے بھی اعتراف کیا کہ یہ دہشت گردی سیکیورٹی غفلت کا نتیجہ ہے۔ وزیر داخلہ رحمان ملک نے کہا ہے کہ لاہور دہشت گردی میں کالعدم تحریک طالبان اور القاعدہ کے لوگ ملوث ہو سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ 13 اور 26 مئی کو دہشت گرد حملوں کے بارے میں پنجاب حکومت کو آگاہ کر دیا گیا تھا اور عبدالجبار نامی دہشت گرد کے بارے میں بھی بتا دیا گیا تھا۔ ذرائع کے مطابق ماڈل ٹاؤن میں واقع عبادت گاہ کو بم سے اڑانے کی دھمکیاں دی گئی تھیں، نامعلوم افراد نے دہشتگردی کا نشانہ بنانے کے لئے عبادت گاہ میں ٹیلی فونوں اور ای میل کے ذریعے پیغامات بھجوائے جس پر عبادت گاہ کی انتظامیہ نے مقامی تھانہ ماڈل ٹاؤن کو اطلاع دی تھی جبکہ ہیومین رائٹس کمیشن آف پاکستان کی ایک پریس ریلیز میں کہا گیا ہے کہ انہوں نے ایک سال پہلے صوبائی حکومت کو خبردار کیا تھا کہ احمدی برادری کو دھمکیاں ملی ہیں اور انہیں خطرہ ہے۔ ان ساری باتوں سے بھی یہی محسوس ہوتا ہے کہ یہ واقعات ناقص سیکیورٹی کی وجہ سے پیش آئے اور یہ کہ اگر سیکیورٹی کی صورت حال بہتر رکھی جاتی تو ان واقعات اور ان میں ہونے والی ہلاکتوں سے بچا جا سکتا تھا۔ چنانچہ جب ان واقعات کی تحقیقات ہوگی تو اس میں مناسب سیکیورٹی نہ ہونے کا معاملہ بھی زیرغور لایا جانا چاہئے تاکہ مستقبل میں ایسے واقعات سے بچنے کے حوالے سے کوئی لائحہ عمل سوچا جا سکے اور حالیہ واقعات میں سیکیورٹی بہتر نہ رکھنے کے ذمہ داروں کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جاسکے۔ اپوزیشن جماعتوں سے تعلق رکھنے والے سیاسی رہنماؤں نے بھی لاہور میں ہونے والی دہشت گردی کی شدید مذمت کی اور ہلاکتوں پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ناقص سیکیورٹی انتظامات سے حکومتی دعوؤں کی قلعی کھل گئی ہے۔ اپوزیشن جماعتیں حکومت پر تنقید کرنے کے حوالے حق بجانب ہیں کیونکہ اقلیتوں سمیت سبھی عوام کو جان و مال کا تحفظ فراہم کرنا حکومت وقت کی ذمہ داری ہوتی ہے جبکہ دہشت گردی کے حالیہ واقعات غماز ہیں کہ وہ اس سلسلے میں اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے میں ناکام رہی ہے تاہم وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز شریف نے کہا عوام مطمئن رہیں۔ ہم دہشت گردی کے ناسور کا خاتمہ کئے بغیر چین سے نہیں بیٹھیں گے اور اس مقصد کے لئے انتظامیہ اور سیکیورٹی کے ادارے پوری طرح چوکس ہیں اور کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ صدر آصف علی زرداری اور وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی نے لاہور میں ہونے والی دہشت گردی کی شدید مذمت کرتے ہوئے واقعہ کی تحقیقات کا حکم دیا۔ اپنے بیان میں انہوں نے اس واقعہ کو افسوسناک قرار دیا اور انسانی جانوں کے ضیاع پر دکھ اور افسوس کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا کہ حکومت شہریوں کے تحفظ کے لئے ہر ممکن اقدامات کرے گی اور انہیں ہر صورت تحفظ دیں گے۔ امید کی جاتی ہے کہ صدر مملکت اور صوبائی و وفاقی حکومتوں کی جانب سے سیکیورٹی کی حالت بہتر بنانے کے حوالے سے جو وعدے کئے گئے ہیں وہ ان کو پورا کرنے کی کوشش بھی کریں گی۔ اس حوالے سے اقدامات کرنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ دہشت گردی کا خطرہ ابھی کم نہیں ہوا اور مختلف حوالوں سے رپورٹیں مل رہی ہیں کہ گڑھی شاہو اور ماڈل ٹاؤن جیسے مزید واقعات رونما ہو سکتے ہیں۔

(ایکسپریس 30 مئی 2010ء)

مکرم نذیر احمد سانول صاحب

دماغی تقویت انسان کی صحت کے لئے ناگزیر

دماغ کا تعارف، کارکردگی، دماغ کی غذا اور حفاظت

حضرت انسان کو خدائے واحد و یگانہ نے اشرف المخلوقات بنا کر کل عالم پر سرداری عطا فرمائی اور اسے خوب سے خوب تر بنا کر احسن تقویم کا تمغہ عطا فرمایا اور اسے عقل و دانش عطا فرمائی اور ترقی کرنے کا مادہ عطا فرمایا عقل و فہم و شعور دماغ سے تعلق رکھتے ہیں۔ عقلمند انسان کا دماغ صحت مند ہوتا ہے اور صحت مند جسم میں صحت مند دماغ رہائش پذیر ہوتا ہے انسانی جسم کا سارا نظام دماغ کے ذریعہ کنٹرول کیا جاتا ہے۔ آیئے دماغ کے بارے تعارف حاصل کرتے ہیں۔

دماغ (Brain)

یہ انسانی کھوپڑی میں پایا جاتا ہے۔ اردو میں اسے مغز اور بھیجا بھی کہتے ہیں یہ نرم، سفید سرخی مائل ہوتا ہے۔ اعضائے رئیسہ میں سب سے اہم عضو ہے۔ اس کے بغیر انسان بے کار ہوتا ہے۔ یہ نروس سسٹم کا سب سے بڑا حصہ ہے۔ دماغ جسم انسانی کے وزن کا 50 واں حصہ ہوتا ہے۔ دماغ ایک اعلیٰ کمپیوٹر کی طرح کام کرتا ہے۔ جو لگاتار جسم کے مختلف حصوں سے پیغامات وصول کرتا ہے ان پیغامات کو سمجھتا ہے اور پھر ان کے مطابق جسم کے دوسرے حصوں کو احکامات بھیجتا ہے یہ ایک مضبوط ہڈی (کھوپڑی) کے اندر محفوظ ہوتا ہے۔

دماغ کے اندر ایک کھرب نروسیلز ہوتے ہیں جو لگاتار دن رات کام کرتے رہتے ہیں۔ انسانی دماغ کے تین بڑے حصے ہوتے ہیں۔

1۔ دماغ کا اگلا حصہ (Fore Brain)
2۔ دماغ کا درمیانی حصہ (Mid Brain)
3۔ دماغ کا پچھلا حصہ (Hind Brain)

دماغ کا اگلا حصہ (Fore Brain)

یہ دماغ کا سب سے بڑا حصہ ہے، یہ کانوں، آنکھوں، ناک، کان اور جلد کے ذریعہ ماحول سے متعلق حاصل ہونے والی اطلاعات اور دوسرے کاموں کو کنٹرول کرتا ہے اور ان میں رابطہ پیدا کرتا ہے۔

دماغ کا درمیانہ حصہ (Mid Brain)

دماغ کا درمیانہ چھوٹا اور اگلے حصے کے نیچے واقع ہوتا ہے۔ یہ جسم کے مختلف حصوں کی حرکات میں توازن اور ربط پیدا کرتا ہے۔

دماغ کا پچھلا حصہ (Hind Brain)

دماغ کا پچھلا حصہ دماغ کو حرام مغز کے ساتھ ملاتا ہے، یہ عمل تنفس، غذا کا کھانا، دل کی دھڑکن اور خون کے بہاؤ وغیرہ کو کنٹرول کرتا ہے۔

دماغ کے باقی افعال ان تین بڑے حصوں کے تابع چلتے ہیں دماغ کے بنیادی ارکان یہی ہیں۔

دماغی کمزوری دور کرنے والی غذائیں

ڈاکٹروں کا قول ہے کہ تندرستی کی حالت میں جب خون کا دورہ باقاعدہ ہوتا ہے تو جسم اس کے ذریعہ سے غذائیں دماغ کے سامنے پیش کرتا ہے جن میں سے دماغ اپنے مطلب کی غذائیں چن لیتا ہے، مگر جب خون کا دورہ باقاعدہ نہ ہو تو دماغ کو بھی غذا پوری نہیں ملتی جس سے اس کی طاقت گھٹنے لگتی ہے۔ خوراک کی غفلت سے پہلے خون میں کمی واقع ہوتی ہے پھر جسم میں کمزوری آنے لگتی ہے جس کا اثر دماغ پر بھی ہوتا ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ جب دماغی کمزوری پیدا ہو تو اس کا علاج کیا ہے؟ یاد رکھئے کہ اس حالت میں دوا سے زیادہ غذا مفید ثابت ہوگی ہاں البتہ بعض حالتوں میں دوا اور غذا دونوں کام آتے ہیں صرف دوا سے کام نہیں بنے گا۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کون سی غذا دماغ کے لئے مفید ہے۔ سائنسدانوں کا تجربہ ہے کہ ”فاسفورس دماغی تقویت اور ترقی کے لئے ضروری چیز ہے“ اس لئے بہت بہتر ہے کہ اس حالت میں ایسی خوراک استعمال کی جائے جس میں فاسفورس کے اجزاء نسبتاً زیادہ مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ مثلاً مچھلی یہ دماغ کے لئے مفید ہے کیونکہ اس میں فاسفورک ایسڈ بہت مقدار میں پایا جاتا ہے، اسی طرح انڈے، چوزے، دودھ، مکھن اور خصوصیت سے بادام بہت مفید ہیں۔ چنے، مٹر، سویابین، مغزیات، کشمش، اخروٹ اور پنیر بھی دماغ کے لئے عمدہ غذا ہے۔ اس میں دماغی مادہ پیدا کرنے کے اجزا موجود ہیں اور فاسفورس کی مقدار باقی غذاؤں کی نسبت اس میں زیادہ پائی جاتی ہے۔ فاسفورس کے علاوہ اس میں وہ سب اجزا پائے جاتے ہیں جو اعصاب اور عضلات کو تیار کرنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ دماغ کے لئے بادام، بادام روغن، دودھ، مکھن اور پنیر بہت مفید ہے بلکہ یہ دماغ کے لئے ایک غیر معمولی نعمت ہیں۔ دماغی کام کرنے والوں کے لئے گوشت نقصان دہ ہے۔ بھینس کا دودھ بھی مفید نہیں ہلکی، زود ہضم اور طاقت بخش غذائیں دماغ کو روشن رکھتی ہیں۔ گیہوں ہماری عام غذا اور نہایت مفید شے ہے جس کی طرف ہم کبھی توجہ نہیں کرتے اور جسے جانوروں کا کھاجا بنا چھوڑا ہے۔ وہ شے جو کہ آٹا ہے جو سب چیزوں کا سرتاج ہے۔ بے حد غذائیت بخش، فاسفورس، چربی اور دیگر مقوی اجزاء کا مرکب ہے۔ اسے دودھ میں ملا کر پینا پیٹنٹ دواؤں کو مات کرتا ہے۔ سیب دماغ کے لئے سب سے زیادہ مفید پھل ہے۔ یہ دماغ کو قوت دیتا ہے اور دردِ سر میں نافع ہے۔

دماغی کمزوری کا قدرتی علاج

1۔ کوئی دماغی کام خصوصاً لکھنے پڑھنے کا لیٹ کر نہ کرنا چاہئے کیونکہ اس سے دماغ پر زیادہ بار پڑنے سے دماغ کمزور ہو جاتا ہے۔ 2۔ دماغی کام ہمیشہ کھلی روشنی اور ہوادار جگہ پر بیٹھ کر کرنا چاہئے۔ 3۔ ہمیشہ سانس لمبا لینا چاہئے خصوصاً دماغی کام کرنے کے بعد چند منٹ متواتر لمبے سانس لینے چاہئیں تاکہ آکسیجن زیادہ مقدار میں اندر جائے اور خون صاف ہو جائے۔

4۔ سبزہ پر نگاہ ڈالنے سے دماغ کو طراوت حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے دماغی کام کرنے والوں کے لئے باغ کی سیر اور پھلواڑی وغیرہ کا شوق نہایت مفید ہے۔ 5۔ کچھ دیر تک دماغی کام کرنے کے بعد آسمان کی طرف دیکھنے سے سر کی طرف دوران خون کم ہوتا ہے اور آسمان کی نیلی اور پاکیزہ روشنی دماغ کو تقویت پہنچاتی ہے۔ 6۔ جب دماغی کام سے تکان کا احساس ہو تو کام چھوڑ کر پانی یا دودھ پاؤ سوا پاؤ ایک ایک گھونٹ کر کے پینے سے سر کی جانب دوران خون کم ہو جاتا ہے اور دماغ کو فرحت حاصل ہوتی ہے 7۔ دماغی کام کرنے کے بعد کھلی ہوا میں گہرا سانس لینے سے تکان دور ہو جاتی ہے اسی طرح چاند اور ستاروں کی چمک اور روشنی بھی دماغ کو فرحت بخشنے میں خاص اثر رکھتی ہے۔ 8۔ دماغی محنت سے تھکنے کے بعد کھلی ہوا میں سر کو دونوں ہاتھوں سے آہستہ آہستہ ملنا تکان میں تخفیف کرتا ہے۔

دماغی کام کرنے والوں کے لئے دیسی نسخہ

دماغی کام کرنے والے حضرات، پروفیسر، وکلاء، علماء مصنفین اور طلباء کے لئے آسان و مجرب نسخہ پیش خدمت ہے۔ جس کے استعمال سے نسیان، جلد بھول جانا، حافظ کمزور ہو جانا، نام یاد نہ رہنا، شکل یاد نہ رہنا، اشیاء رکھ کر بھول جانا، حتیٰ کہ کھایا پیا بھول جانے کی صورت یہ نسخہ بنائیں خداتعالیٰ کے فضل سے بہترین نتائج برآمد ہوں گے۔ بارہا کا مجرب ہے۔

نسخہ کے اجزاء و مقدار

1۔ خشخاش	50 گرام
2۔ مغز بادام	50 گرام
3۔ چہار مغز	6+6 گرام
4۔ سونف	30 گرام
5۔ دھنیا خشک	50 گرام
6۔ مرچ سیاہ	10 گرام
7۔ الائچی خورد	10 گرام
8۔ برہمی بوٹی	25 گرام
9۔ ورق نقرہ	1۔ کاپی
10۔ روغن زیتون	125 گرام
11۔ دودھ گائے	ڈیڑھ پاؤ
12۔ شہد خالص	1 کلو

ترکیب تیاری

”خشخاش کو اچھی طرح صاف کرلیں تاکہ ریت وغیرہ نہ رہے اسے رات کو ڈیڑھ پاؤ گائے کے دودھ میں بھگو دیں۔ صبح دودھ الگ کرلیں اور خشخاش کو تھوڑا تھوڑا کونڈی میں ڈال کر کوٹیں اور ساتھ تھوڑا تھوڑا دودھ ڈالتے جائیں جب سارا باریک ہو جائے تو 125 گرام روغن زیتون میں ڈال کر بریاں کرلیں جب بھورا ہو جائے تو آگ سے اتارلیں۔

2۔ اب الائچی کے تخم نکال کر چینی کے ہاون دان میں ڈال کر پیس لیں اور ایک ایک ورق نقرہ ڈالتے جائیں اور پیستے جائیں۔

3۔ سونف اور خشک دھنیا کو ہلکی آگ پر بھون لیں اور ہاون دان میں کوٹیں چھلکا الگ کر دیں اور تخم باریک کرکے الگ رکھ لیں اور دیگر اشیاء صاف کرکے باریک کرلیں۔

4۔ تمام اشیاء کو شہد ایک کلو میں شامل کر دیں اور صاف وشفاف برتن میں محفوظ کر دیں اور نسخہ تیار ہے۔

ترکیب استعمال

صبح و شام ایک چمچ دودھ کے ساتھ نوش کرلیں۔

اللہ تعالیٰ سب احمدی بھائیوں کو صحت مند اور فعال زندگی عطا فرمائے۔ آمین

قرآن پڑھو

حضرت ابو امامہ باہلی بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا قرآن پڑھو کیونکہ وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لئے شفیع کے طور پر آئے گا۔

(صحیح مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین باب فضل قراءۃ القرآن حدیث نمبر 1337)

(مرسلہ: قائد تعلیم القرآن مجلس انصاراللہ پاکستان)

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

سات سوگنا ثواب

حضرت خریم بن فاتکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں کچھ خرچ کرتا ہے۔ اسے اس کے بدلہ میں سات سو گنا زیادہ ثواب ملتا ہے۔ (ترمذی)

احباب و خواتین سے درخواست ہے کہ وہ اپنے عطایاجات فضل عمر ہسپتال کی مد امداد نادار مریضاں / ڈویلپمنٹ میں بنام صدر انجمن احمدیہ بھجوا کر عنداللہ ماجور ہوں۔ (ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

امتحانات سہ ماہی اول

(گورنمنٹ نصرت گرلز ہائی سکول ربوہ)

گورنمنٹ نصرت گرلز ہائی سکول ربوہ ضلع چنیوٹ میں مورخہ 14 ستمبر 2010ء سے پہلی Term کا امتحان شروع ہوگا۔ ڈیٹ شیٹ سکول کے گیٹ پر چسپاں کر دی گئی ہے۔

(ہیڈ مسٹریس گورنمنٹ نصرت گرلز ہائی سکول ربوہ)

درخواست دعا

مکرم ساجد منور صاحب مربی سلسلہ نظارت اشاعت ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی اہلیہ مکرمہ شازیہ ساجد صاحبہ گزشتہ ایک سال سے معدہ کے السر سمیت مختلف عوارض میں مبتلاء ہیں۔ طبیعت پہلے سے قدرے بہتر ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو شفاء کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

پتہ درکار ہے

مکرمہ فرحت نذر صاحبہ بنت مکرم چوہدری نذر محمد گورائیہ صاحب وصیت نمبر 58829 نے یکم فروری 2006ء کو مکان نمبر 4/5 دارالرحمت غربی ربوہ سے وصیت کی تھی مندرجہ بالا پتہ پر موصوفہ رہائش پذیر نہیں ہیں پتہ چلا ہے کہ عرصہ دو سال سے یہاں سے چلے گئے ہیں۔ موصیہ کا دفتر سے کوئی رابطہ نہیں ہے اگر موصیہ خود یا ان کا کوئی عزیز رشتہ دار یہ اعلان پڑھیں تو فوری طور پر دفتر سے رابطہ کریں اور موجودہ ایڈریس سے دفتر کو مطلع کریں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

کمپیوٹرائزڈ ب فارم کی تیاری

بعض اطلاعات کے مطابق گورنمنٹ 2011ء کے PREP کے داخلوں کیلئے نادرا کے ب فارم کو لازمی کر رہی ہے۔ چونکہ ب فارم کو بننے کیلئے کچھ وقت درکار ہوتا ہے۔ اس لئے والدین سے درخواست ہے کہ اپنے بچوں کا ب فارم ابھی سے بنوا لیں تا کہ بعد میں داخلہ کے وقت کسی مشکل کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ امید ہے کہ والدین اس طرف توجہ فرمائیں گے۔

(نظارت تعلیم)

سانحہ ارتحال

مکرم حافظ محمد ابراہیم عابد صاحب جنرل سیکرٹری مجلس نابینا ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

مکرم چوہدری محمد اشرف صاحب نیاز نائب صدر دوم مجلس نابینا ربوہ 31/اگست 2010ء کو وفات پا گئے۔ مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ آپ کی نماز جنازہ مورخہ یکم ستمبر کو بشیر آباد میں مکرم مغفور احمد منیب صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد مقامی نے نماز فجر کے بعد پڑھائی اور قبرستان عام میں تدفین کے بعد خاکسار نے دعا کروائی۔ محلے میں اور ممبران مجلس سے بہت شفقت کرتے تھے۔ بہت اچھے مشیر تھے۔ مجلس کی بھلائی کیلئے بہت مشورے اور تجاویز دیتے تھے۔ غریبوں اور مجلس کے ممبران کی مالی معاونت فرماتے تھے۔ مرحوم نے پسماندگان میں 3 بیٹے اور 2 بیٹیاں اور نواسے نواسیاں اور پوتے پوتیاں چھوڑی ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

☆......☆......☆

ٹیڑھے دانتوں کا علاج فکسڈ بریسز سے کیا جاتا ہے

احمد ڈینٹل سرجری فیصل آباد

صبح 9 بجے تا 1 بجے گورونانک پورہ :041-2614838

شام 5 بجے تا 9 بجے ستیانہ روڈ :041-8549093

ڈاکٹر وسیم احمد ثاقب ڈینٹل سرجن

بی ایس سی۔ بی ڈی ایس (پنجاب) 0300-9666540

حضرت چوہدری غلام حسن صاحب نمبردار سیالکوٹی جٹ باجوہ
ولد چوہدری صوبے خاں صاحب رفیق حضرت مسیح موعود

ولادت: 1878ء بمقام تلونڈی عنایت خاں ضلع سیالکوٹ

بیعت: 1900ء

وفات: 9 ستمبر 1953ء

حضرت چوہدری صاحب ضلع سیالکوٹ کے ایک معزز زمیندار خاندان اور باجوہ قوم سے تعلق رکھتے تھے، جس نے عہد مغلیہ کی ابتداء میں ہندو مذہب ترک کر کے اسلام قبول کر لیا تھا۔ سیالکوٹ میں بعض بزرگوں کے باعث احمدیت کا چرچا تھا آپ بھی کشاں کشاں پہنچے اور حضرت مسیح موعود کے دست مبارک پر بیعت کر لی۔ یہ 1900ء کا واقعہ ہے۔ موصوف اپنے بیان مورخہ 14/اپریل 1938ء میں فرماتے ہیں:۔

''جس زمانہ میں، میں نے بیعت کی تھی۔ اس وقت ایک جائیداد کا مقدمہ ہم کو پڑا ہوا تھا جس کا فیصلہ ہمارے خلاف ہو چکا تھا اور ہم نے اپیل کی ہوئی تھی۔ تمام مخالفین سلسلہ ہم سے کہتے تھے کہ اگر تم اس مقدمہ میں کامیاب ہو جاؤ گے تو ہم مرزا صاحب کو سچا سمجھیں گے۔ چنانچہ میں نے ایک طویل خط حضرت مسیح موعود کی خدمت میں لکھا کہ یہ لوگ اس مقدمہ میں ہماری کامیابی کو آپ کی صداقت کی دلیل سمجھتے ہیں اور سلسلہ حقہ کا یہ نشان سمجھیں گے۔ حضور دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کامیابی دے اور عزت بچائے کیونکہ یہ مقدمہ طوالت پکڑ چکا ہے اور بہت خرچ اٹھ چکا ہے۔ جس کا اثر ہماری اولادوں پر پڑے گا۔ چند یوم کے بعد حضور کی طرف سے ایک خط آیا کہ دعا کی گئی تم خدا تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔ (حضرت) چوہدری نصر اللہ خاں صاحب مرحوم اس وقت ہمارے وکیل تھے۔ خدا تعالیٰ نے ایسا معجزہ دکھایا کہ اپیل ہمارا نامنظور ہو گیا۔ مخالف وکیل پنڈت بیلی رام جموں چلا گیا۔ ہمارے وکیل چوہدری نصر اللہ خاں صاحب کو جج صاحب نے بتا بھی دیا کہ اپیل تمہارے مخالف ہے۔ ادھر مخالف فریق ہمارے پیچھے لگ گیا کہ آؤ صلح کر لیں۔ چنانچہ وہ جائیداد ہم نے نصف نصفی تقسیم کر لی اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں حضرت مسیح موعود کی دعا سے ہر ایک نقصان سے بچا لیا۔

ایک دفعہ ہم قادیان گرمی کے موسم میں گئے میری بیوی اس وقت میرے ساتھ تھی ملاقات کے موقع پر میری بیوی سے حضرت مسیح موعود نے دریافت فرمایا کہ لڑکی تم کچھ پڑھی ہوئی ہو۔ اس نے جواب دیا کہ ہاں حضور میں قرآن شریف باترجمہ پڑھی ہوئی ہوں اور تفسیر محمدی بھی پڑھی ہوئی ہوں۔ چنانچہ آپ نے اس سے قرآن شریف ترجمہ کے ساتھ سنا۔ آپ نے فرمایا ''ترجمہ وہی ہے جو تم نے پڑھا ہوا ہے لیکن سمجھ میں فرق پڑ گیا ہے۔ میری منشاء ہے کہ چند یوم یہاں ٹھہرو اور مجھ سے پڑھ کر جاؤ تو جا کر عورتوں کو وعظ کرو کیونکہ عورتیں عورتوں کو اچھی طرح وعظ کر سکتی ہیں''۔

اگلے روز صبح کے وقت حضور نے میری بیوی کو سورۃ فاتحہ کا سبق دینا شروع کیا۔ اس وقت میری بیوی کی گود میں ایک چھوٹی لڑکی تھی۔ میمونہ بیگم اس لڑکی کا نام تھا۔ ایک آنکھ اس کی خراب تھی اور پانی بہتا رہتا تھا۔ ہمیں خطرہ تھا کہ آنکھ ضائع ہو جائے گی۔ سبق دیتے وقت لڑکی نے رونا شروع کر دیا اور دونوں آنکھیں خراب ہو گئیں۔ حضور کو سبق دینا دشوار ہو گیا۔ میں خلیفہ اول کے شفاخانہ میں بیٹھا ہوا تھا حضور نے ایک خادم کے ساتھ لڑکی کو شفاخانہ بھیج دیا اور حضرت مولوی صاحب کو لڑکی کی خادمہ نے کہا کہ مولوی صاحب ''حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ اس لڑکی کی آنکھوں میں کچھ ڈال دیں اچھی ہو جائے گی''۔ چنانچہ مولوی صاحب نے فوراً اس کی آنکھوں میں ایک شیشی سے پانی سا ڈال دیا لڑکی کی آنکھوں کو فوراً آرام آ گیا اور ایک آنکھ کا نقص خاص بھی جاتا رہا۔ جب تک وہ لڑکی زندہ رہی اس وقت تک وہ معجزہ کے طور پر ہم لوگوں کو دکھایا کرتے تھے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود نے ضمیمہ رسالہ ''تریاق القلوب'' کے صفحہ 28 پر آپ کا نام نشان متعلق لیکھرام کے مصدقین کی فہرست میں نمبر 95 پر لکھا ہے۔

آپ 1924ء میں ہجرت کر کے قادیان تشریف لے آئے اور حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کی کوٹھی کے قریب ایک وسیع عمارت ''حسن منزل'' تعمیر کروائی جہاں آپ 1947ء کے پُرآشوب زمانہ تک رہائش پذیر رہے اور پھر اپنا سارا اثاثہ چھوڑ کر اپنی بہوؤں کے ساتھ پاکستان میں پناہ گزین ہوئے۔

آپ پانچ بھائی تھے۔ حضرت نواب محمد دین صاحب، حضرت چوہدری محمد حسین صاحب، حضرت چوہدری غلام حسن صاحب، حضرت چوہدری غلام علی صاحب، حضرت چوہدری غلام سرور صاحب۔

حضرت چوہدری غلام حسن صاحب اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح شب بیدار، متدین اور مخیّر بزرگ تھے۔ قرآن سے غایت درجہ محبت تھی اور خاندان حضرت مسیح موعود بالخصوص حضرت المصلح الموعود کے عاشق صادق تھے اور حضور کی خدمت میں ہر سال نذرانہ پیش کرنا آپ کا معمول تھا۔ آپ نے سلسلہ احمدیہ کی ہر مرکزی تحریک میں سرگرم حصہ لیا مگر اپنی زندگی نہایت سادہ رنگ میں بسر کی۔ آپ کو عمر بھر اپنی اولاد کی تربیت کا خاص خیال دامنگیر رہا۔ آپ کی حسن تربیت ہی کا نتیجہ ہے کہ خدا کے فضل سے آپ کے بعض فرزندوں کو یورپ اور امریکہ میں نہایت کامیاب طور پر اعلائے کلمۂ حق کی توفیق ملی۔

(تاریخ احمدیت جلد 17 ص 175)

تعطیل

عیدالفطر کی سرکاری تعطیلات کی وجہ سے مورخہ 10 اور 13 ستمبر 2010ء کا اخبار الفضل شائع نہ ہوگا۔ احباب جماعت وایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں۔

ضرورت گھریلو ڈرائیور
عمر 45 تا 50 سال۔ معقول تنخواہ رہائش وکھانا فری
رابطہ کیلئے سعادت احمد گھسن سیالکوٹ
0345-8410040

مکان برائے فروخت
رقبہ ایک کنال رحمٰن کالونی ربوہ مکان برائے فروخت ہے
03367063124,03457597195

سجاد ہومیو ریسرچ سنٹر ربوہ
3 خدمات پیش کرتا ہے (1) پرانے مریضوں کا علاج (2) ہولز ہومیوپیتھی کی تعلیم (3) روزگار+ رابطہ پراسپکٹس کیلئے:
047-6214226/0334-6372030

ارشد بھٹی پراپرٹی ایجنسی
ربوہ اور ربوہ کے گردونواح میں پلاٹ مکان زرعی وکنی زمین خرید وفروخت کی با اعتماد ایجنسی 0333-9795338
بلال مارکیٹ بالمقابل ریلوے لائن ربوہ فون دفتر: 6212764
گھر: 6211379 موبائل 0300-7715840

خالص سونے کے زیورات
Ph:6212868
Res:6212867
Mob: 0333-6706870
فینسی جیولرز
میاں اظہر احمد
میاں مظہر احمد
محسن مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ

Rehman Rubber Rollers & Engineering Works
Manufacturers:
Paper, Chip Board and Tanneries Rolls
Marketing Managing Director:
Mujeeb-ur-Rehman
0345-4039635
Naveed ur Rehman
0300-4295130
Band Road Lahore.

تبدیلی دکان
منور جیولرز
ملک مارکیٹ ریلوے روڈ سے تبدیل ہوکر اقصیٰ روڈ نزد الائیڈ بینک منتقل ہورہی ہے
047-6211883/0321-7709883

ربوہ میں سحر وافطار 9 ستمبر

انتہائے سحر	4:25
طلوع آفتاب	5:46
زوال آفتاب	12:06
وقت افطار	6:25

اکسیر بواسیر
خونی بواسیر کی مفید مجرب دوا
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
فون: 047-6212434

آزمائشی شوگر کورس فری
افاقہ ہو تو مکمل علاج کرائیں۔ معلوماتی کتابچہ فری۔ ہماری کتاب "فیملی ڈاکٹر" کی مدد سے اپنا علاج خود کریں۔ ربوہ کے ہر بڑے کتب فروش سے دستیاب ہے
مظہر ہومیو و ہربل فارما وہسپتال
احمد نگر ربوہ: 0334-6372686

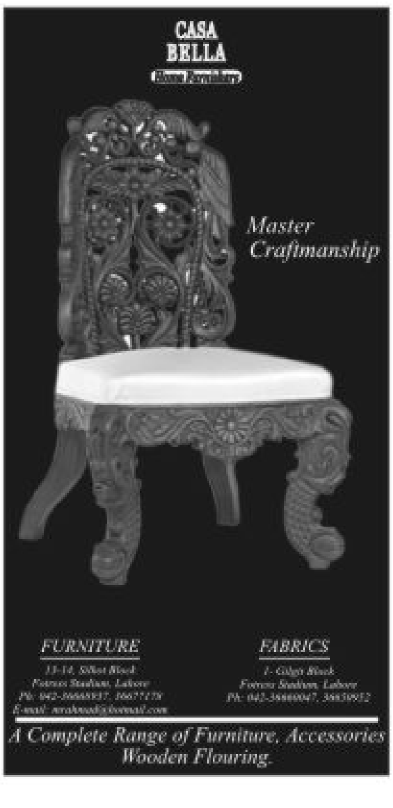

FD-10